رجسٹرڈ ایل ۱۳۵۲ اکتوبر سنہ ۳۲

دھلی کا ماہوار طبی رسالہ

المسیح

مرتبہ

زبدۃ الحکماء حکیم محمد کبیر الدین

مؤلف پروفیسر طبیہ کالج دہلی

قیمت سالانہ مع محصول ([illegible])

قیمت فی پرچہ ۴ر

پتہ۔ ناظم دفتر المسیح قرول باغ دھلی

محبوب المطابع دہلی میں چھپکر دفتر المسیح سے شائع ہوا

طبیہ کالج دہلی جدید کورس کی کتابیں

(مؤلفہ زبدۃ الحکما حکیم محمد کبیر الدین مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی)

(۱) افادۂ کبیر یہ کتاب طب یونانی کے تمام اصول و قواعد کو نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں بتاتی ہے۔ اور نبض و قارورہ کو واضح اور صاف طور پر سمجھاتی ہے اور طبیہ کالج دہلی کے سال اول کے کورس میں داخل ہے۔ یہ حقیقت میں طب یونانی کی نہایت مشہور قدیم عربی کتاب موجز القانون کا ترجمہ اور اس کی شرح ہے۔ اس میں دیگر تشریحی نقشہ جات کے علاوہ فصد کی رگوں کا نہایت صاف نقشہ ہے۔ قیمت عہ مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک +

(۲) ترجمۂ کبیر یعنی طب یونانی کی عظیم الشان عربی کتاب شرح اسباب کا سلیس و سہل و عام ترجمہ جو طبیہ کالج دہلی کے نصاب تعلیم میں داخل ہوا اس میں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے اسباب علامات اور علاج نہایت سلیس عبارت میں درج ہیں۔ اور ہر ایک بحث عجیب طبی حکمتوں اور فلسفی باریکیوں سے معمور ہے۔ جن سے اردو اور فارسی داں اطبا اب تک قطعاً محروم تھے کل کتاب چار جلدوں میں منقسم ہے اور ہر ایک جلد کی قیمت دو روپے ہے۔ مجلد فی عہ +

(۳) تشریح کبیر یہ کتاب فن تشریح کی جامع اور مکمل کتاب ہے۔ اور تمام رگ پٹھے اور اندرونی اعضاء کی حالتوں کو سلیس اردو میں بتاتی ہے جس کی عظمت کے لیے صرف اس قدر کافی شہادت ہے کہ دہلی کے عظیم الشان طبیہ کالج کے نصاب تعلیم میں داخل کی گئی ہے اور خاص طبیہ کالج کے ایما سے تیار کی گئی ہے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے دوبارہ زیر طبع ہے۔

(۴) منافع کبیر یہ عظیم الشان کتاب در اصل کلیات طب کی جدید طرز کی کتاب ہے جسے دہلی کے مشہور طبیہ کالج نے خاص طور پر اپنے کورس کی تکمیل کے لیے تیار کرایا ہے اور اپنے نصاب تعلیم میں داخل کیا ہے۔ اس میں تمام اعضا کے افعال و وظائف نہایت سلیس اور دلپسند عبارت میں لکھے گئے ہیں اور دونوں طبوں یعنی یونانی و ڈاکٹری کے اختلافی مسائل میں منصفانہ محاکمہ اور فیصلہ کیا گیا ہے علاوہ ازیں نبض و قارورہ کے قدیم و جدید طرز شناخت اور طریقۂ امتحانات لکھے گئے ہیں جس سے یونانی اطبا قیمتی فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ قیمت عہ مجلد عہ +

دیگر کتب

(۵) لغات اصطلاحات طبیہ یہ بے مثل طبی لغت ہے۔ اس میں تمام طبی الفاظ اصطلاحات کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلد دوم | صفر المظفر ۱۳۴۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۲۲ء | عدد دوم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم

شذرات

طب یونانی اور نادان دوست

ہمارے محترم بزرگ جناب حکیم سید محمد یوسف صاحب نیرؔ کا مقولہ ہے کہ "ہماری طب کو سب سے زیادہ نقصان طب یونانی کے نادان دوستوں سے پہونچا ہے"

واقعی یہ مختصر مقولہ اپنے اندر صدہا رموز و نکات پوشیدہ رکھتا ہے اور لاکھوں شواہد اس کی تائید میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ازاں جملہ اس وقت میں ایک روایت پیش کرتا ہوں۔ جو طب یونانی کی ایک موہوم معجز نمائی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اور اس کے دیگر خوارق عادات میں اسے بھی بطور ایک خرق عادت کے پیش کیا جاتا ہے۔

بعض دروغ باف اور جاہل اطبا محض اپنی بیجا دھاک بٹھلانے کے لئے طب یونانی کی طرف ایسی دور از عقل باتیں شامل کر دیتے ہیں جن کا اگر سر مو بھی طب سے تعلق ہوتا۔ تو ہم اس کی انتہائی تاویل کی کوشش کرتے۔

یوں تو ماضی کے متعلق ہزارہا جھوٹی روایتیں عوام و خواص میں پھیلی ہوئی ہیں لیکن ان بے شمار روایات میں سے ایک روایت نہایت عجیب سرِ دست ہم پیش کرکے ان کشف رکھنے والے جھوٹے اولیاء کے تماشے کے پردہ کو دریدہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہماری طب اور اطبا ان افترا پردازیوں کے شکار نہ بن سکیں۔ اور اس جھوٹی ہوا بے سروپا گمراہ کن عظمت سے برادران فن طب کو [illegible] بچائیں۔

نبض دیکھنے کے مختلف طریقوں میں سے بعض ستم ظریفوں نے ایک انوکھا طریقہ یہ ایجاد کیا ہے کہ مریض یا مریضہ خواہ مکان کی چھت پر ہو۔ اور طبیب صاحب نیچے۔ مگر ایک دھاگے سے سلسلۂ پیام رسانی کا برق مریض و طبیب کے درمیان قایم کر دیا جاتا ہے۔ جس کا ایک سرا مریض کی کلائی کو باندھتا ہے۔ اور گویا نبض سے دوران خون کا اتصال پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسرا صاحب طبیب کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس برقی اتصال کو قایم کرنے کے بعد ایک خاص تمکنت و غرور سے مجسم متانت بنکر نباض غیب کی خبریں ایک نجومی یا رمال وجفار کی طرح الاپنی شروع کرتا ہے۔ مگر نہ معلوم وہ کیسے بے عقل و سادہ لوح انسان ہیں جو اس ہذیان و بکواس پر خلوص عقیدت و ارادت سے یقین کر لیتے ہیں۔

موجودہ فلسفہ برقیات کی موشگافیاں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ سوکھی لکڑی مردہ اجسام خشک دھاگہ وغیرہ چند چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں قوت برقیہ نفوذ نہیں کرتی ہے۔ اسلئے ان کو "برق کے لئے غیر موصل" مواد کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر ہم صاحب نباض کو برق کی بطاریہ (بیٹری یعنی کل) یا مجسم برق بھی سمجھ لیں تو بھی ہمیں موجودہ برقی ترقیاں ہدایت کرنے سے عاجز ہیں کہ یہ معجزہ نما برقی قوت دھاگے میں کس طرح نفوذ کر جاتی ہے۔ اور دنیائے مرض کی تار برقی خبریں اور ان کی "ٹکوڑا" نباض کو کیونکر معلوم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ کسی دوسری دنیا کی انوکھی برقی قوت ہے۔ جس کے خصائص و احوال موجودہ برقیات سے الگ ہیں۔ تو ہمیں اب محاصل ٹیلیفون سے سرا سر سبکدوش ہو جانا چاہیے۔ اور ضرورت ہے کہ تاروں کی بجائے معمولی دھاگوں کا سلسلہ قائم کر دیا جائے اور جب باہمی گفتگو کی ضرورت ہو تو لوگ اس کے ایک سرے کو کلائی پر باندھ لیا کریں اور دور کی خبریں معلوم کر لیا کریں۔ یہ ایک "کم خرچ بالانشیں" صورت ہوگی۔ جس کو ساری دنیا پسندیدگی و ممنونیت کی نگاہ سے دیکھے گی۔

از مدیر

ایک دلچسپ حکایت

پارہ کس طرح اپنے معدن سے نکالا جاتا ہے؟ اس سوال کا حیرت انگیز جواب مولف قرابادین کبیر نے یہ دیا ہے کہ پارہ دراصل ملک چین کے خاص قسم کے گہرے کنوؤں میں ہوتا ہے جس سے پارے کا نکالنا محال ہے۔ مگر چار ہاتھ کے پتلے سے کونسی قوت نہ مفتوح ہوئی ہے چین کا دانا انسان پارہ کے حاصل کرنے کی یہ تدبیر کرتا ہے کہ وہ کنوئیں کے اردگرد اور خصوصاً اس خاص راستہ پر جہاں سے سوار بھاگیگا۔ متعدد گڑھے کھودتا ہے۔ اس کے بعد ایک تیز رفتار، سبک سیر، بادپا گھوڑے پر ایک حسین وجمیل شہسوار سوار ہوتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یا خوبصورت عورت ہو۔ یا کم از کم حسین مرد یا حسین مرد جس نے ڈاڑھی مونچھ کا صفایا کرلیا ہو۔ اور اس نے اپنے آپ کو زرق برق لباس فاخرہ اور زرین وچمکیلے زیورات سے آراستہ کرلیا ہو۔ اس کے بعد یہ سوار دوپہر کے وقت جبکہ آفتاب کی کرنیں کوئیں میں پڑتی ہیں لب چاہ پہونچکر اور جھک کر کنوئیں میں جھانکتا ہے۔ جونہی صفحہ رخسار اور ان طلائی زرین زیورات پر عاشق جانباز پارہ کی نگاہ پڑتی ہے۔ کہ وہ جوش عشق میں جو اسکو سونے کے ساتھ ہوتی ہے اچھلتا کودتا۔ کوئیں سے باہر آنا چاہتا ہے۔ جب اوپر آنے اور لب چاہ تک پہونچنے میں دوتین گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ محبوب سیماب وش سوار گھوڑے کی باگ موڑ کر باد پا ہوجاتا ہے۔ پارہ بھی کوئیں سے نکلکر اپنی پوری رفتار سے اس حسین سوار اور زرین نگار گھوڑے کا تعاقب کرتا ہے اور غایت شوق محبوب سے پابوس ہونے کی طمع میں دور تک چلا جاتا ہے۔ مگر مایوسی وکم نصیبی (جو ہر ایک عاشق جانباز کا ازلی حصہ ہے) اسکی کمر ہمت توڑدیتی ہے۔ یعنی جب سوار اور اسکی جمیل محبوبہ نظروں سے دور ہوجاتی ہے۔ تو یہ بیچارا تھکا ماندہ شکستہ دل ہوکر واپس جانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر وہ اپنے مستقر تک پہونچنے کی بجائے منقسم ہوکر ان گڑھوں میں پھنسکر

رہ جاتا ہے۔ دوسرے بھدے۔ بے لباس و از یورات زرین سے خالی لوگ تاک میں رہتے ہیں۔ جو ان گڑھوں سے پایسے کو جمع کر کے لے آتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر گھوڑا اپنی سبک رفتاری سے کام نہ لے تو پارہ اپنے محبوب سے غایت شوق میں اس قدر زور سے بغلگیر ہوتا ہے کہ اسکی جان جاتی رہتی ہے۔ یہ بے معنی حکایت یا ذیجو دسیہ سر و پا اور لغو ہونیکے کس قدر عجیب وغریب اور دلچسپ و دلکش معلوم ہوتی ہے۔

از مدیر

یبروح الصنم کے حصول کی دلچسپ صورت

یبروح الصنم یا یبروج در اصل لفاح کی جڑ کا نام ہے۔ ڈاکٹری میں لفاح کو "بلاڈونا" کہا جاتا ہے۔ جو ڈاکٹری میں آجکل کثرت سے مستعمل ہے یبروج الصنم کے متعلق ذیل کا بیان نہایت دلچسپی سے سنا جائیگا۔ جو ہم ملا نفیس کی زبان سے ادا کرتے ہیں۔

یبروج الصنم کا دوسرا نام "سراج القطرب" ہے جسکی جڑ زمین کے اندر ایسے بت کی مانند ہوتی ہے جو سیدھا کھڑا ہو۔ جو آدمی کی طرح دو ہاتھ و پاؤں اور باقی دوسرے اعضا رکھتا ہو۔ اس کے پتے اس بت کے سر سے اُگتے ہیں اور پتوں کی شکل برگ علیق (یا برگ گلاب) سے ملتی جلتی ہوتی ہے لوگوں کا گمان ہے کہ یبروج الصنم کا زمین سے اکھیڑنا سوائے مندرجہ ذیل صورت کے ناممکن ہے۔ (کیونکہ اسکی قوت تخدیر نہایت شدید بتائی گئی ہے) اوکھیڑنے کی صورت یہ بتائی گئی ہے کہ پہلے چاروں کی مٹی کھود کر اسے ایک ایسے کتے کی گردن سے (باحتیاط تمام بلا چھوئے) باندھ دیں جو دن بھر کا بھوکا ہو۔ پھر کسی قدر فاصلہ پر گوشت کا ٹکڑا رکھیں جب کتا اس گوشت کی طرف متوجہ ہو کر زور لگائے گا تو جڑ کو زمین سے

ادھیڑیگا- علاوہ ازیں لوگوں کا گمان یہاں تک کہ ادھیڑنے کے بعد کتا مرجاتا ہے (جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اسکی قوت تحریر کے تک نفوذ کرجاتی ہے جو اسکی ہلاکت کے لئے کافی ہوتی ہے۔)

اس پر از وہام حکایت کے بیان کرنے کے بعد ملا نفیس نے خاموشی اختیار کی ہے۔ حالانکہ ضرورت اور موقعہ اس امر کا داعی تھا کہ یا اس وہم باطل کا تذکرہ ہی نہ کیا جاتا یا اگر کیا جاتا تو اس کی زبردست تردید بھی کی جاتی۔ بہرحال اب میں المسیح کے ذریعہ اس وہم باطل کی تردید کرتا ہوں۔ اور اس جھوٹی حکایت کو بے سروپا قرار دیتا ہوں۔ جسے کوئی محقق انتہائی جہد کے بعد بھی صحیح نہیں ثابت کرسکتا۔ اس قسم کے اوہام باطلہ کا تذکرہ اب ہماری کتابوں میں نہ ہونا چاہیے۔ ورنہ ایسی باتیں تذلیل و تضحیک کا سبب بنتی ہیں۔

حل ایر

سرمہ سے سوزاک کا ازالہ

علاج کے دشوار گذار مراحل کے دانا مسافر اچھی طرح جانتے ہیں کہ کھانے اور پچکاری کرنے کی تیز و تند اور با اثر ادویہ کے تکرار استعمال کے باوجود سوزاک اور خصوصاً سوزاک مزمن اس قدر ثابت قدم ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اوقات معالج تھک کر رہ جاتا ہے۔ مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ ہم میں سے ایک سادہ لوح گروہ سوزاک کا علاج سرمہ سے کرتا ہے اور وہ اسکو ایک شافی اور کافی علاج سمجھتا ہے۔ اس گمان باطل کی وجہ یہ ہے کہ ایسے جاہل طبقہ کے میزان عقل میں علم و ادراک کا پلہ خالی ہوتا ہے۔ اور عقیدت و ارادت کا پلہ بھاری۔ ہر دور از عقل مگر دل خوش کن بات ان کے دل میں اتر جاتی ہے۔ اور "مجربات" کے محترم لفظ کی وقعت ان کے دلوں میں اس قدر ہوتی ہے کہ اسکی وسعت ہر موقعہ اور محل پر جا و بیجا محیط ہوجاتی ہے۔ اور بصدق دل سے اسپر یقین کرلیا جاتا ہے۔ اگر کسی تجربہ میں کسی اتفاقی صورت سے اس قسم کے مجربات صحیح اتر جائیں تو ہمیں طبیب ہو کر اس مغالطہ میں ہرگز نہ پڑنا چاہیے۔ اور ایسے گمان

باطل پر اس وقت تک ہرگز اعتماد نہ رکھنا چاہیئے۔ جبتک کہ اس کا تجربہ صدہا مرضی پر نہ کیا جائے اور جبتک کہ اسے اصول طب کی کسوٹی پر پرکھ نہ لیا جائے

مدیر۔

حکومت پنجاب اور دیسی طب

المسیح ماہ گذشتہ میں ہم نے وہ تجاویز درج کی تہیں جو دیسی طب کی فلاح وبہبودی کے خیال سے گورنمنٹ پنجاب نے منظور کی ہیں۔ لیکن ان تجاویز کو صرصری نظر سے دیکھنے والا شخص معلوم کرسکتا ہے کہ ان میں دیسی طب کی بہبودی کس درجہ تک ملحوظ رکہی گئی ہے

تجویز نمبر ایک میں طبیہ کالج دہلی کے فارغ التحصیل اطبا کو بالکل نظرانداز کردیا گیا ہے حالانکہ کالج مذکور تمام ہندوستان میں دیسی طب کی تعلیم کے لحاظ سے ایک بے نظیر درسگاہ ہے۔ اور یہاں کے فارغ التحصیل اطبا میں پنجاب کا ایک معتد بہ حصہ ہوتا ہے

تجویز مذکور کے ضمن ب میں میڈیکل کالج یا میڈیکل اسکول کے آخری امتحان میں کامیابی حاصل کرنے والے ڈاکٹروں کو جنہوں نے ملازمت اختیار نہ کی ہو حکیموں اور ویدوں کے ساتھ شریک کرنا لغو ومہمل ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں حکیم اور وید صاحبان بہت کم مستفید ہوسکتے ہیں اور ان تجاویز سے دیسی طب کی بہبودی کا خیال قطعی زائل ہوجاتا ہے۔

نیز اسی تجویز کے ضمن ج میں تعلیم طب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد سات سال تک مطب کرنے کی شرط ناواجب ہے۔ کیونکہ وہ طبیب اور وید صاحبان جو سات سال تک مطب کرچکے ہوں گے وہ ایک کامیاب مطب کے مالک ہوں گے اور مجوزہ قلیل مشاہرہ کو قبول کرنا اپنی توہین خیال فرمائیں گے۔

تجویز ۲۔ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں ۷ سال تک مطب کرنے والے لائق حکیم اور وید صاحبان اس مشاہرہ کو ہرگز منظور نہیں کریں گے۔ کیونکہ اول تو ایسا کرنا انکی توہین ہے

باعث ہوگا۔ علاوہ ازیں آج کل کے زمانہ میں جب کہ ضروریات زندگی کی اشیا میں سہ چند اور چہار چند قیمتوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ مشاہرہ بہت قلیل ہے۔ بقول ہمعصر الحکیم جن اشخاص کا تقرر تجویز الف کے مطابق عمل میں آئے ان کی تنخواہ ۶۰ روپے ماہوار سے کم نہ ہونی چاہئے اور دوسری صورت میں تنخواہ کم از کم پچاس روپے ہونا چاہئے۔ نیز انہیں ترقی تنخواہ کے مواقع بھی ملنے چاہئیں۔

ہمعصر الحکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں مجوزہ قواعد میں ترمیم و تنسیخ کی غرض سے لاہور کے گرامی قدر اطبا کا وفد وزیر تعلیم پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن وہاں سے جس قسم کا جواب مرحمت ہوا ہے۔ وہی ہے جو کہ موجودہ گورنمنٹ کے ارکان سے ملا کرتا ہے۔

ایک ضروری معذرت ابتدا سے ہمنے جو اصول کار المسیح کے لئے مقرر کیا ہے اسپر ہم سختی سے پابند ہیں۔ ان انجملہ ہمنے المسیح کے لئے یہ بھی ایک اصول مقررہ میں شامل کر دیا ہے کہ دیگر اعلیٰ علمی جرائد کی طرح اس کے تمام مقالات اور بڑے بڑے مضامین صفحات کی پیشانی سے شروع ہوا کریں۔ کوئی مضمون صفحات کے درمیان سے نہ شروع ہو، اور اس کے ساتھ ہی کاتب سے بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ مضمون کو حتی الامکان آخر صفحات پر ختم کیا کرے۔ تاکہ دوسرا مضمون دوسرے اگلے صفحہ کے شروع سے لکھا جائے چنانچہ اکثر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی مضمون کسی صفحہ کے درمیان میں ختم ہوتا ہے اور دوسرے بڑے مضمون کی سرخی اگلے صفحہ کی پیشانی پر لکھی جاتی ہو تو اس خالی مقام میں جو کسی مضمون کے اختتام کیوجہ سے صفحہ پر بچ جاتی ہو تو ہم کوئی اشتہار لکھوا دیتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ مقام بالکل سادہ رہے تو ناظرین کرام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اس معقول عذر کو قابل استماع فرمائیں گے۔ بد ناظم

مقالات

علمی اصطلاحات

(از مولنا محمد عبدالحق صاحب ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ۔ حیدرآباد دکن)

کتاب "کیمیا" (پرائی میسٹ ری کیولیشن) اس وقت میرے سامنے ہے جسے "جامعہ عثمانیہ" (عثمانیہ یونیورسٹی) حیدرآباد دکن کیلئے چودہری برکت علی صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر کیمیا عثمانیہ کالج) نے لکھی ہے یہ حقیقت میں ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس کے شروع میں فاضل محترم جناب مولنا عبدالحق صاحب ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ (عثمانیہ یونیورسٹی) کا ایک زبردست طویل مقدمہ ہے، جس میں سے ایک ٹکڑا ہم اسوقت نقل کرتے ہیں جسکا تعلق "اصطلاحات علمیہ" سے ہے میرا خیال ہے کہ مترجمین اسے دلچسپی سے پڑھیں گے اور جو لوگ مترجمین کے کاموں پر حرف گیری کرتے ہیں وہ اس سے خاص روشنی حاصل کریں گے

"مدیر"

لیکن اس میں (تالیف و ترجمہ میں) سب سے کٹھن اور سنگلاخ مرحلہ وضع اصطلاحات کا تھا۔ اس میں بہت کچھ اختلاف اور بحث کی گنجایش ہے۔ اس بارے میں ایک مدت کے تجربہ اور کامل غور و فکر اور مشورہ کے بعد میری یہ رائے قرار پائی ہے کہ تنہا نہ تو ماہر علم صحیح طور سے اصطلاحات وضع کر سکتا ہے اور نہ ماہر لسان۔ ایک کو دوسرے کی ضرورت ہے۔ اور ایک کی کمی دوسرا پورا کرتا ہے۔ اس لئے اس اہم کام کو صحیح طور سے انجام دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں یکجا جمع کئے جائیں۔

تاکہ ایک دوسرے کے مشورہ اور مدد سے ایسی اصطلاحیں بنائیں جو نہ اہل علم کو ناگوار ہوں اور نہ اہل زبان کو۔ چنانچہ اس اصول پر ہمنے وضع اصطلاحات کے لئے ایک ایسی مجلس بنائی جس میں دونوں جماعتوں کے اصحاب شریک ہیں۔ علاوہ ان کے ہم نے ان اہل علم سے بھی مشورہ کیا جو اس کی خاص اہلیت رکھتے ہیں اور بعد مسافت کی وجہ سے ہماری مجلس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض الفاظ غیر مانوس معلوم ہونگے۔ اور اہل زبان انہیں دیکھکر ناک بھوں چڑہائیں گے۔ لیکن اس سے گریز نہیں۔ ہمیں بعض ایسے علوم سے واسطہ ہے جن کی ہوا تک ہماری زبان کو نہیں لگی۔ ایسی صورت میں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ جب ہماری زبان موجودہ الفاظ خاص خاص مفہوم کے ادا کرنے سے قاصر ہو تو ہم جدید الفاظ وضع کریں لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہمنے محض ٹالنے کے لئے زبردستی الفاظ گھڑ کر رکھدئے ہیں بلکہ جس ہنج پر اب تک الفاظ بنتے چلے آئے ہیں اور جن اصول ترکیب و اشتقاق پر اب تک ہماری زبان کاربند رہی ہے اسکی پوری پابندی ہمنے کی ہے۔ ہمنے اس وقت تک کسی لفظ کے بنانے کی جرأت نہیں کی۔ جبتک اسی قسم کی متعدد مثالیں ہمارے پیش نظر نہ رہی ہوں۔ ہماری رائے میں جدید الفاظ کے وضع کرنے کی اس سے بہتر اور صحیح کوئی صورت نہیں۔ اب اگر کوئی لفظ غیر مانوس یا اجنبی معلوم ہو تو اس میں ہمارا قصور نہیں، جو زبان زیادہ تر شعر و شاعری اور قصص تک محدود ہو وہاں ایسا ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں۔ جس ملک سے ایجاد و اختراع کا مادہ سلب ہو گیا ہو جہاں لوگ نئی چیزوں کے بنانے اور دیکھنے کے عادی نہ ہوں۔ وہاں جدید الفاظ کا غیر مانوس اور اجنبی معلوم ہونا موجب حیرت نہیں۔ الفاظ کی حالت بھی انسانوں کی سی ہے۔ اجنبی شخص بھی رفتہ رفتہ مانوس ہو جاتے ہیں۔ اول اول الفاظ کا بھی یہی حال ہے۔ استعمال آہستہ آہستہ غیر مانوس کو مانوس کر دیتا ہے اور صحت

وغیر صحت کا فیصلہ زمانہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ لفظ تجویز کرتے وقت ہر پہلو پر کامل غور کرلیں۔ آئندہ چلکر اگر وہ استعمال اور زمانہ کی کسوٹی پر اترا تو خود ٹکسالی ہوجائے گا۔ اور اپنی جگہ آپ پیدا کرلیگا۔ علاوہ اس کے جو الفاظ پیش کئے گئے ہیں وہ الہامی نہیں ہیں کہ جن میں رد و بدل نہو سکے بلکہ فرہنگ اصطلاحات عثمانیہ جو زیر ترتیب ہے پہلے اس کا مسودہ اہل علم کی خدمت میں پیش کیا جائیگا اور جہاں تک ممکن ہو گا۔ اسکی اصلاح میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائیگا۔

اطبائے بیرونجات کے لئے مژدہ

بیرونجات سے ہمارے پاس اکثر مراسلات آتے رہتے تھے۔ جو عموماً اس قسم کے استفسارات پر مشتمل ہوتے تھے کہ فلاں مرض میں آپ کا دستور العمل کیا ہے؟ یا اطبائے دہلی فلاں مرض میں کون سا نسخہ استعمال کرتے ہیں؟ ہم نے فرداً فرداً بہت سے جواب دیئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ضرورت بھی ہمارے دماغ میں نقش ہو گئی کہ دہلی کے معمولہ و مروجہ مطب کو کتابی صورت میں شائع ہونا چاہئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہوئے۔ اور "**دہلی کے مطب**" کے نام سے کتاب شائع کرکے اس میں وہ تمام معمولہ مطب نسخے اور "اسرار صدری" درج کر دیئے ہیں جو اطبائے دہلی کے مایۂ ناز اور سرمایہ افتخار ہیں۔ لہذا اگر آپ ان اسرار و رموز کو معلوم کرنا چاہتے ہیں جنکو سینہ کے صندوق سے نکال کر صفحات کاغذ پر رکھدیا ہے تو مذکورہ کتاب طلب فرمائیے۔ قیمت صرف دو روپے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر "المسیح" دہلی

کیمیائے جدید

(۲)

مخلوط اور مرکب

اس باب میں ہم مخلوط اور مرکب کا فرق بتائیں گے۔

اصل یہ ہے کہ اصطلاح کیمیاوی کے لحاظ سے مخلوط اور کیمیائے مرکب کے درمیان آسمان وزمین کا فرق ہے۔ بشرطیکہ مخلوط نرا مخلوط ہو۔ اس نے کیمیاوی مرکب کی شکل نہ اختیار کی ہو

اگر ہم معمولی سیسے کی گولیوں (چھرّوں) کے ساتھ سفوف کی ہوئی گندھک ملادیں (مخلوط) تو پھر یہ گولیاں گندھک سے علیحدہ کیجا سکتی ہیں۔ چنانچہ گندھک کا سفوف پھونک مار کر یا دھونکنی سے اڑایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح گولیاں چنی بھی جاسکتی ہیں۔ یا ایک ایک کرکے علیحدہ کیجا سکتی ہیں۔ لیکن اگر چھرّوں کو علیحدہ کرنے کے بجائے گندھک سمیت سخت گرمی پہونچائی جائے تو اس وقت چھرّے اور گندھک دونوں نظر سے غائب ہوجائیں گے۔ اور ایک دوسرے سے ملکر ایک نیا مادہ یا کیمیاوی مرکب بنالیں گے جسکا کیمیاوی نام اسوقت رصاص کبریت آمیز (سلفائڈ آف لیڈ) ہوگا اور اس کے افعال وخواص گندھک اور سیسے سے (جن سے یہ بنا ہے) بالکل مختلف اور جداگانہ ہونگے۔ اسی طرح لوہے کے اوپر جو زنگ چڑھجاتا ہے یہ بھی کیمیاوی ترکیب کی ایک دوسری مثال ہے۔ اس ترکیب میں لوہے کی دہات اور بیرونی ہوا کی حمضین (آکسیجن) شامل ہیں۔ اسی طرح چاندی کے زیورات پر جو بیرونی ہوا میں کھلے رہتے ہیں میل چڑھ جاتی ہے۔ یہ بھی کیمیاوی ترکیب کی ایک مثال ہے جس میں گندھک اور چاندی شامل ہیں۔ اس وقت اس کو کیمیاوی

اصطلاح میں نقرہ کبریت آمیز (سلور سلفائڈ) کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آبادی کی ہوا میں گندہک کے بعض مرکبات ضرور پائے جاتے ہیں۔ جو چاندی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔

اگر لوہے کا برادہ ریت کے ساتھ اچھی طرح ملا دیا جاوے تو یہ بھی مخلوط کی ایک مثال ہو گی۔ اور اس مجموعہ مرکب سے لوہے کے اجزار مقناطیس کے ذریعے علیحدہ کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ مقناطیس اپنی طبعی کشش سے لوہے کے اجزا کو جذب کرلیگا۔ اور ریت کے اجزا ویں پڑے رہجائیں گے۔ اس سہولیت تفریق کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجموعہ کیمیاوی ترکیب سے خالی ہے۔ صرف معمولی طور پر برادہ اور ریت آپس میں مخلوط ہو گیا ہے۔

بندوق کی بارود بھی شورہ۔ کوئلہ اور گندہک کا غیر کیمیاوی مخلوط ہے۔ جو خوردبین کے ذریعہ الگ الگ نظر آسکتے ہیں۔

مخلوط اور کیمیاوی مرکب کے اختلاف کی ایک دوسری مثال یہ ہے کہ جب پارہ کو کھلی ہوا میں خوب گرم کیا جاتا ہے۔ تو وہ ایک زرد سفوف بن جاتا ہے۔ جسکو کیمیاوی اصطلاح میں سیماب حمض آمیز (اکسائڈ آف مرکری) کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پارہ اور بیرونی ہوا کے جزو حمضین کا کیمیاوی مرکب ہوتا ہے۔ جس کے اجزار معمولی غیر کیمیاوی ذرائع (اعمال یدویہ) سے ہرگز جدا نہیں کئے جا سکتے۔ جو اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ اسکی ترکیب کیمیاوی ہے۔ دو چیزوں کا نرا مخلوط نہیں ہے۔

تحلیل اجزار

کیمیاوی مرکب کے اجزا اگرچہ آسانی سے متفرق نہیں ہوتے لیکن اسکے یہ معنی بھی نہیں کہ ایسے ذرائع بھی معدوم ہیں جن سے اجزار مرکب کی تحلیل و تفریق کیجا سکے۔ چنانچہ کیمیاوی مرکب کے اجزار چند کیمیاوی یا طبعی ذرائع سے متفرق

کئے جاسکتے ہیں۔ ان ذرائع کو محلل کہا جاتا ہے۔ تحلیل دراصل اجزاء مرکب کا ایسی قوت سے توڑنا ہے جو کیمیاوی کشش (الفت کیمیاوی) سے زیادہ قوی ہو۔ جو اجزاء مرکب کو باہم جوڑے رہتی ہے۔

کیمیاوی مرکبات کی تحلیل و تفریق کے بیشمار ذرائع ہیں۔ بعض کی تحلیل کیلئے حرارت پہونچانا ہی کافی ہوتا ہے۔ بعض محلول مرکبات میں بجلی کی رو گذاری جاتی ہے تو یہ مقصد حاصل ہوتا ہے اور بعض مرکبات ایسے نازک ہیں کہ صرف روشنی سے اسکے اجزاء بکھر جاتے ہیں۔ چنانچہ چاندی کے بہت سے مرکبات میں اس طریقے سے (روشنی سے) کیمیاوی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اور انہی تغیرات کیمیاویہ سے عمل عکس تصاویر (فوٹوگریفی) میں فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔

کیمیائے جدید میں پانی دو ہواؤں سے مرکب مانا جاتا ہے۔ ایک کا کیمیاوی نام مائین (ہائیڈروجن) اور دوسرے کا نام حمضین (آکسی جن) ہے۔ چنانچہ اگر پانی میں بجلی کی رو خاص ترکیب سے دوڑائی جاتی ہے تو پانی ان دونوں اجزاء ہوائیہ میں منقسم ہو جاتا ہے۔ اور اس سے دونوں ہوائیں الگ الگ ہو جاتی ہیں جنکو خاص کیمیاوی ذرائع سے امتحان کیا جاتا ہے۔ اور دونوں ہواؤں کے خواص الگ الگ نظر آتے ہیں۔

چونے کا پتھر بھی دو اجزا سے مرکب ہوتا ہے (۱) چونہ (۲) ہوا فحمی حامض (فحمین دو چند حمض آمیز۔ کاربن ڈائی آکسائڈ) چنانچہ جب اس میں خوب گرمی پہنچائی جاتی ہے جیسا کہ چونے کی بھٹی میں ہوتا ہے۔ تو چونے کا پتھر ان دونوں اجزا میں متفرق ہو جاتا ہے۔ (۱) چونہ تو بھٹی میں رہجاتا ہے۔ جو کہ بذات خود دو عناصر سے مرکب ہے ایک معدنی چیز کلسیہ (کیلسیم) ہے اور دوسرا حمضین (آکسی جن) (۲) ہوا فحمی حامض جو بھٹی ہی سے اڑجاتی ہے اور یہ خود بھی چونہ کی طرح دو عناصر سے مرکب ہے۔ ایک کا نام فحمین (کاربن) ہے جو کوئلہ اور ہیرے جیسے قیمتی پتھروں کا جزو اعظم ہے دوم

حمضین (آکسی جن) جو کہ ایک ہوا ہے اور بیرونی ہوا میں کافی طور پر پایا جاتا ہے۔

لوہا جب مرطوب ہوا میں رہتا ہے تو اسپر زنگ چڑھ جاتا ہے۔ یہ بھی دو اجزا سے مرکب ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ اس کے دونوں اجزا (لوہا اور حمضین) بھی علیحدہ کئے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح رصاص کبریت آمیز (لیڈ سلفائڈ) بھی گندھک اور سیسہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جن سے یہ مرکب ہوتا ہے۔

اسی طرح سیماب حمض آمیز زرد (یلو اکسائڈ آف مرکری) جسکا ذکر "مخلوط اور مرکب" کی سرخی میں آچکا ہے اس کے دونوں اجزا بھی متفرق کئے جا سکتے ہیں جسکی صورت یہ ہے کہ جتنی حرارت میں یہ مرکب تیار ہوتا ہے اس سے زیادہ حرارت پہنچائی جائے جس سے پارہ حمضین (آکسی جن) سے جدا ہو جائیگا۔

کون وفساد کیمیاوی تغیرات

کیمیاوی مرکبات جن اجزا سے بنتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ تحلیل کے وقت یہ اجزا اس مرکب سے صرف متفرق ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہی اجزا پھر نئے سرے سے باہم مل کر دوسرے جدید مرکبات تیار کرتے ہیں۔ یہی عمل اصطلاح میں کون وفساد کہلاتا ہے یعنی پہلی چیز اگر فاسد ہو گئی (فساد) تو دوسری نئی چیز پیدا ہو گئی (کون)۔ مثال کے طور پر جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر پارے کو چوڑی رکیبی میں ہوا کی موجودگی کے ساتھ گرم کیا جائے۔ تو وہ بتدریج موجودہ ہوا کی حمضین (آکسی جن) سے مرکب ہو جائیگا اور اسوقت وہ ایک زرد سفوف کی شکل اختیار کر لیگا۔ جسکا کیمیاوی نام اسوقت سیماب حمض آمیز (آکسائڈ آف مرکری) ہوگا۔ یہ ترکیب کیمیاوی (کون) کی ایک مثال ہے جو تحلیل کیمیاوی (فساد) کا عکس اور مقابل ہے۔

مرطوب ہوا میں لوہے پر جو زنگ چڑھ جاتا ہے۔ یہ بھی ایک "کون" ہے۔ یعنی اس

صورت میں بیرونی ہوا کی حمضین (آکسی جن) لوہے کی دہات سے مرکب ہو کر حدید حمض آمیز (آکسائڈ آف آئرن) بنا دیتی ہے۔ اسی طرح جب تانبہ مرطوب ہوا میں کچھ عرصہ تک پڑا رہتا ہے تو اسکا رنگ بتدریج سبز ہو جاتا ہے اور اسپر ایک تہ زنگار کی چڑھجاتی ہو جو حقیقت میں تانبہ حمضین اور ہوا کے دیگر مواد کا ایک مرکب ہوتا ہے،

اسی طرح ہوائین (ہائیڈروجن) قابل اشتعال ہے یعنی اگر اس میں جلتی ہوئی دیا سلائی کا شعلہ لگا دیا جاتا ہے تو اس میں آگ لگ جاتی ہے۔ چنانچہ اگر یہ ہوا ر اپنے ظرف کے باریک دہانے سے بتدریج بہائی جائے اور بیرونی ہوا میں اسے جلایا جائے تو یہ بیرونی ہوا کی حمضین (آکسی جن) سے ملکر پانی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی "کون" کی ایک مثال ہے۔

کیمیاوی کشش یا کیمیاوی الفت۔ یعنی وہ قوت جو مواد کو مرکب ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ اس کو بھی مادہ کی دوسری قوتوں (مثلاً روشنی۔ گرمی۔ بجلی اور مقناطیسیت۔ ثقل) کے مانند ایک قوت سمجھنا چاہیے۔ یہ امر یقینی ہے کہ تمام کیمیاوی تغیرات کا دارو مدار یہی قوت (کیمیاوی کشش) ہے۔ خواہ یہ کسی شکل میں ظاہر ہو۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ کیمیاوی کشش کا ظہور بسا اوقات روشنی یا گرمی کے وجود کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ ہمنے ابھی بیان کیا ہے۔ یعنی یہ کہ مائیں (ہائیڈروجن) کے اشتعال سے پانی بنجاتا ہے

جو چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں۔ قدرتی ہوں یا مصنوعی۔ جو کپڑے ہم پہنتے ہیں۔ وہ چیزیں جن سے ہمارے مکانات و عمارات تیار کئے جاتے ہیں۔ یا جن سے ان کی مرمت کیجاتی ہے۔ تمام دستکاریاں اور صنعت و حرفت حتی کہ سارا سامان جنگ یہ تمام چیزیں اصلی طور پر انہی کیمیاوی تغیرات پر منحصر ہیں۔ جو خواہ خود بخود واقع ہوں یا انسان مصنوعی طور پر اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے پیدا کرے۔ چنانچہ

جانوروں اور نباتی مادوں کا سڑنا گلنا اور تمام وہ تغیرات جن سے یہ چیزیں فاسد و متغیر ہو کر دوسرے مواد میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور دوسرے جانداروں کی غذا میں صرف ہونے کے لائق ہو جاتی ہیں۔ یہ بیماریاں جن میں انسان اور حیوان مبتلا ہوا کرتے ہیں دوران بیماریوں کے تمام وسائل علاج۔ یہ سب کی سب حقیقی طور پر کیمیاوی ہیں۔ یعنی یہ سارے تغیرات کیمیاویہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۵)

طبیبوں کا رہنما اور عطاروں کا اُستاد اسبات سے نہ حکیم انکار کرسکتے ہیں اور نہ عطار منکر ہو سکتے ہیں کہ فن دواسازی میں ایسے بہت سے نکات ہیں کہ ہر کہ ومہ کی ان تک رسائی تقریباً ناممکن ہے۔ کیونکہ یورپین کارخانہ داروں کی مانند ہمارے یہاں کے کارخانہ دار بھی فن دواسازی کو صیغہ راز میں رکھتے ہیں اور وہ اسکی عمومیت کو تجارتی مفاد کے خلاف سمجھتے ہیں لیکن ہم نے اپنے ملک کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے ضروری سمجھا کہ دیسی طب کی دواسازی کے متعلق تمام اصول و نکات مرتب کرکے کتابی صورت میں لانا چاہیئے تاکہ خاص خاص اشخاص کے علاوہ عوام الناس مستفید ہو سکیں یہی نہیں! بلکہ وہ اصول و نکات اطبا کے لئے رہنما اور عطاروں کا استاد بن سکیں کیونکہ جہانتک ہم نظر دوڑاتے ہیں طبی کتب میں ایسی کتاب کو مفقود پاتے ہیں جو مذکورہ ضرورۃ پر حاوی ہو۔ لہذا ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد "**دہلی کی دواسازی**" کے نام سے ہم نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کی تمام و کمال خوبی تو دیکھنے ہی پر معلوم ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم صرف اسقدر گوش گذار کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کتاب سے آپ کو نہایت قیمتی فوائد حاصل ہونگے۔ دواسازی کے متعلق ہر ایک ضروری بات کا اس میں بیان ہے عرق روغن اور طلا کشید کرنے کی بہتر سے بہتر ترکیبیں درج کی گئی ہیں اور جابجا **آلات کی تصاویر** سے کتاب کے صفحات کو مزین کرکے ترکیب کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ اس کتاب کی موجودگی میں آپ اپنے کسی ہم پیشہ کی خوشامد و چاپلوسی سے بے نیاز اور مستغنی ہو سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت بالکل قلیل یعنی صرف بارہ آنہ (۱۲ /) امید ہے کہ آپ اس کتاب کا مطالعہ کرکے اس کے قیمتی فوائد سے متمتع ہونگے۔

المعلن ... ناظم رسالہ المسیح دہلی

مزاج

اطبائے یونانی کے مسلک پر

(از حکیم محمد یوسف صاحب عتابی ضلع بیڑ۔ حیدرآباد دکن)

شیخ الرئیس ابن سینا اپنے قانون کی تیسری تعلیم میں بحث مزاج کو تین فصلوں میں پیش کرتا ہے اور پہلی فصل میں مزاج کی تعریف یوں کرتا ہے۔

المزاج کیفیۃ تحدث من تفاعل کیفیات متضادۃ موجودۃ فی عناصر متصغرۃ الاجزاء لتماس اکثر کل واحد منہا اکثر الآخر اذا تفاعلت بقواھا بعضہا فی بعض حدث عن جملتہا کیفیۃ متشابھۃ فی جمیعہا ھی المزاج۔

ترجمہ۔ مزاج ایک کیفیت ہے جو کیفیات متضادہ کے باہمی فعل و انفعال سے پیدا ہوتی ہے یعنی جس وقت عناصر کے چھوٹے چھوٹے اجزا آپس میں ملتے ہیں اور ایک عنصر کا جرم دوسرے عنصر کے جرم سے مماس ہوتا ہے اور اپنی اپنی قوتوں سے ہر ایک دوسرے میں عمل کرتا ہے تو اس سے ایک کیفیت متشابہ پیدا ہو جاتی ہے جو عناصر کی تاثیر میں مشابہ ہوتی ہے۔ اسی کیفیت کا نام مزاج ہے۔

کیفیت کیا چیز ہے۔ ایک ہیئت قارہ جس کا تصور کسی اور شے کے تصور کو جو اس سے اور اس کے حامل سے خارج ہو واجب نہیں کرتا۔ اور وہ اپنے حامل کے اجزا میں قسمت اور نسبت کی مقتضی نہیں ہوتی۔ یہ کیفیت کی ایک منطقی تعریف ہے اطبا کو لفظی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

کیفیات چار ہیں۔ حرارت اور برودت ان دونوں کو کیفیات فاعلہ کہتے ہیں۔ اور دو یعنی رطوبت اور یبوست ان کو منفعلہ مانا جاتا ہے۔

شیخ کہتا ہے واذا ان القوی الاولیۃ فی الارکان المذکورۃ اربع ھی الحرارۃ والبرودۃ والرطوبۃ والیبوسۃ فبیّن انّ المزاجات فی الاجسام الکائنۃ الفاسدۃ انما یکون عنھا

ترجمہ۔ اور چونکہ ارکان میں قوائے اولیہ ہی حرارت برودت اور رطوبت و یبوست ہیں اس سے ظاہر ہے کہ مزاج کائنات جو ارکان سے بنے ہیں ان ہی کیفیات کا مجموعہ ہوگا۔

امام کہتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قوی کا لفظ کیفیات پر کیونکر اطلاق کیا جا سکتا ہے اور ان کیفیات کو اولیہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ کیفیات کو قوی کہنا بطریق مجاز ہے۔ کیونکہ فاعل ہونے میں دونو مشترک ہیں۔ اور حقیقت کے طریق پر بھی یہ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قوت مبدء تغیر کا نام ہے جو ایک سے دوسرے میں تغیر پیدا کرے۔ اور کیفیات فاعلہ کا عمل یہی ہے اور جب ارکان کو اجسام کائنہ فاسدہ میں اولیت کا طرہ امتیاز دیا گیا ہے تو وہ کیفیات جو ارکان کے ساتھ قائم ہیں بہ نسبت دوسری کیفیات کے جو مزاج کے تابع ہوں بلا شبہ اولیہ ہیں اور ارکان کے ساتھ چونکہ کیفیات قائم ہیں اس لئے ان کو اولیہ کہنا محل اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد شیخ نے مزاج کو دو قسموں میں اولاً تقسیم کیا ہے۔ معتدل اور غیر معتدل پھر ان کی اقسام اور تفصیل بیان کرتا ہے، کہتا ہے۔

وذلک بحسب ما یوجبہ القسمۃ العقلیۃ بالنظر المطلق غیر مضاف الی شیٔ علی وجھین واحد الوجھین ان یکون المزاج معتدلا علی ان یکون المقادیر من الکیفیات المتضادۃ فی الممتزج متساویۃ متقاومۃ ویکون المزاج کیفیۃ متوسطۃ بینھما۔ والوجہ الثانی ان لا یکون المزاج بین

الکیفیات المتضادۃ وسطا مطلقا ولکن یکون امیل الی احد الطرفین۔
اما فی احدی المتضادتین اللتین ھی الحرارۃ والبرودۃ والرطوبۃ والیبوسۃ
اما فی کلیھما؟

ترجمہ۔ قسمت عقلی کے مطابق مزاج کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ممتزج میں کیفیات متضادہ کی مقدار متساوی ہو اور ایک کیفیت دوسرے کی مقاومت کرے تو اس طرح سے مزاج کو ایک کیفیت متوسط حقیقی سمجھنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ مزاج کیفیات متضادہ میں وسط مطلق نہ ہو۔ بلکہ کسی اور کیفیت کی طرف مائل ہو۔ پھر یا تو ایک کیفیت متضادہ میں جیسے حرارت۔ برودت یا رطوبت و یبوست میں۔ یا دونوں کیفیتوں میں زیادتی ہو۔

شیخ نے متساویہ کے بعد لفظ مقاومتہ اس لئے استعمال کیا ہے کہ معتدل حقیقی میں مقدار عناصر کی مساوات مطلوب نہیں ہے اور نہ مقدار کیفیات کی مساوات مطلوب ہے۔ شفا میں شیخ لکھتا ہے کہ جس معتدل حقیقی کا وجود ممنوع ہے وہ وہی ہے جس میں عناصر کا میل اپنی حیزوں کی طرف مساوی ہو اور میل اسی وقت متساوی ہو گا جب عناصر کا حجم اور کیفیات ضعف و شدت سب متساوی ہوں اور یہ غیر ممکن ہے۔ اس لئے لکھتا ہے۔

ولکن المعتبر فی صناعۃ الطب بالاعتدال والخروج لیس ھذا ولا ذلک بل یجب ان یتسلم من الطبعی ان المعتدل علی ھذا المعنی مما لا یجوز ان یوجد اصلا فضلا ان یکون مزاج انسان او عضو انسان۔

ترجمہ۔ لیکن طب میں اعتدال اور غیر اعتدال سے یہ مراد نہیں ہے۔ جو بیان ہوئے بلکہ طبیب پر واجب ہے کہ وہ علم طبعی سے اس بات کو تسلیم کرے کہ ایسا معتدل پایا ہی نہیں جاتا اور یہ ناممکن ہے کہ انسان یا عضو انسان کا مزاج

اک مفہوم میں معتدل ہو۔

عدم وجود کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب تمام عناصر حجم اور شدت وضعف میں متساوی ہونگے تو ان کے لئے ضرور کوئی ایسا قاسر ہوگا جو اپنے اپنے حیز کی طرف میل کرنے سے مانع ہو ایسا نہ ہوگا تو ترکیب کا حاصل ہونا۔ ممکن نہیں ظاہر ہے کہ ہر عنصر طبعًا اپنے حیز کا طالب، شایق اور اسکی طرف مائل ہے اس صورت میں اگر اپنے حیزوں کی طرف متوجہ ہو کر انتشار حاصل نہ کریں تو مطلوب بالطبع کا متروک بالطبع ہونا لازم آتا ہے۔ تو ماننا پڑیگا کہ کوئی قاسر ہے۔ قاسر یا جسم ہوگا یا غیر جسم لیکن غیر جسم مکان کا طالب نہیں ہوتا اور جسم ہے تو بسیط ہے یا مرکب اور مرکب یا معتدل حقیقی ہوگا یا غیر معتدل۔ معتدل مانا جاے تو دور وتسلسل لازم آتا ہے۔ غیر معتدل تسلیم کیا جاے تو وہ جس بسیط کے مکان میں ہوگا اس بسیط کا عنصر اس میں زیادہ غالب ہوگا۔ اگر غالب نہ ہوگا تو پہر اس کو یا قاسر کی ضرورت ہوگی یا وہ بالطبع اس مکان کا طالب ہوگا۔ پہلی صورت میں وہی قاسر کی بھول بھلیاں موجود ہے جس سے ہم بچکر نکلنا چاہتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ پہر اگر اس میں بسیط کو غالب نہ مانا جائے تو اس معتدل سے اس کو مناسبت نہ ہوگی اور وہ اپنے مکان میں معتدل کو نہ رکھ سکے گا۔ یا قاسر بسیط ہوگا تو وہ بھی اس کو اپنے مکان میں رکھیگا یا غیر کے مکان میں اگر اپنے مکان میں رکھا تو وہی جھگڑا ترجیح بلا مرجح کا موجود ہے۔ کیونکہ اس معتدل کی تمام بسائط سے یکساں مناسبت ہے اور غیر کے مکان میں رکھنا خلاف عقل ہے کہ قاسر کہیں اور مقسور کہیں کشتی در عراق وملاح در چین۔

اس لفظی پیچ وخم کی گتھیاں سلجھانا طبیب کے فرائض سے غیر متعلق تھا، اسلئے شیخ معتدل کے اشتقاق سے بحث کرتا ہے اور کہتا ہے۔

ھوان نعلم ان المعتدل الذی یستعملہ الاطباء فی مباحثھم ھو مشتق لا من التعادل الذی ھو التوازن بالسویۃ بل من العدل فی القسمۃ وھو ان یکون قد توفی فیہ علی الممتزج بدنا کان بتمامہ او عضوًا من العناصر بکمیاتھا وکیفیاتھا القسط الذی ینبغی لہ فی المزاج الانسانی علی اعدل قسمۃ ونسبۃ

ترجمہ ہمکو جاننا چاہیے کہ لفظ اعتدال جسے اطبا اپنی بحث میں استعمال کرتے ہیں وہ تعادل سے جس کے معنے ہموزن اور برابر ہونے کے ہیں مشتق نہیں ہے بلکہ عدل فی القسمہ سے مشتق ہے اور وہ یہ کہ مرکب جسے اطبا معتدل کہتے ہیں خواہ تمام جسم ہو یا کوئی عضو خاص عناصر سے۔ اس کو بلحاظ کمیت وکیفیت ایسا حصہ ملے جو بدن انسان کے نہایت مناسب ہو اور اس معتدل کا نام معتدل فرضی یا معتدل طبی ہوگا۔ طبیب من حیث الطبیب اسی کو اپنا مطمح نظر سمجھتا ہے

اسی معتدل فرضی کی نسبت شیخ لکھتا ہے کہ یہ قسمت جو انسان کے حصہ میں آئی ہے کبھی معتدل حقیقی سے نہایت قریب ہوتی ہے۔ وجوہ یہ ہیں کہ نفس ناطقہ جس کو خدا تعالیٰ نے تمام کائنات پر شرف عطا فرمایا ہے۔ اس کا محال وجود انسان ہی کو قرار دیا گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ انسان ہی میں وہ خاص قوت پائی جاتی ہے۔ جو مبادی علوم کے رازہاے سربستہ اور گنجینہ اسرار کی کلید ہے اور بذریعہ حس وادراک شاعرہ محسوسات پر حکومت رکھتی ہے۔ حاکم کا فرض ہے کہ اس کے میل طبع میں یکسانی پائی جائے اس لیے خالق برتر جل وعلی نے انسان کو ایسا مزاج دیا ہے۔ جو کیفیات میں متوسط ہو۔ (باقی آئندہ)

معاونین کرام کی خدمتمیں التماس ہے کہ المسیح ہر ماہ کی یکم تاریخ کو بالالتزام روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس ۱۰ تاریخ تک نہ پہونچے تو ۱۵ تاریخ تک پہونچنے کی شکایت آجانی چاہیے رسالہ دوبارہ روانہ کیا جائیگا ورنہ بعد میں قیمتاً روانہ کیا جائیگا۔ ... **ناظم**

علم التشخیص

(۴)

از حکیم محمد عبدالواحد صاحب ناظم

تعداد تنفّس تنفّس کا شمار کرنے سے پہلے اس بات کا خیال ضروری ہے کہ اگر مریض کا خیال تنفس کی طرف مائل ہو گیا تو مریض سانس جلد جلد یا رک کر لیگا۔ بدیں وجہ تنفس کا صحیح حال معلوم نہ ہو سکیگا۔ لہذا مریض کا خیال دوسری طرف متوجہ کر دینا چاہیے۔ اس غرض کیلئے مریض کا ہاتھ اس کے پیٹ پر اور اپنا ہاتھ اس کی نبض پر رکھکر اول نبض دیکھیں پھر نبض کا خیال چھوڑ کر ہاتھ وہیں رہنے دیں۔ اور دیکھیں کہ حرکت تنفس کے سبب سے مریض کا ہاتھ کتنی مرتبہ اٹھتا ہے پس جتنی مرتبہ اس کا ہاتھ اٹھے اس کو ہی تنفس کی تعداد سمجھیں۔ اس ترکیب سے مریض یہی سمجھے گا کہ طبیب نبض دیکھتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت تنفس کی ٹھیک تعداد بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور نبض اور تنفس کی تعداد کا تعلق بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

تندرست جوان آدمی فی دقیقہ اٹھارہ مرتبہ سانس لیتا ہے یعنی جس قدر دیر میں ایک مرتبہ سانس لیا جاتا ہے اسی قدر دیر میں نبض چار مرتبہ حرکت کرتی ہے بچوں اور عورتوں میں تنفس کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ بچہ فی دقیقہ ۲۵ مرتبہ سانس لیتے ہیں۔

سونے کی حالت میں بہ نسبت بیداری کے لیٹنے میں بہ نسبت بیٹھنے کے اور بیٹھنے میں بہ نسبت کھڑے ہونے کے تعداد تنفس میں کمی ہوتی ہے۔

جب پھیپھڑے کا کوئی حصہ بیکار ہو جائے یا یکایک بہت سا خون پھیپھڑے میں جائے تو تعداد تنفس اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ کہ فی دقیقہ ساٹھ مرتبہ تک نوبت

پہونچتی ہے۔

تکلیف تنفس } بعض وقت مریض نہایت تنگی کے ساتھ سانس لیتا ہے، اس حالت کو کوتاہ دمی یا دقت تنفس کہتے ہیں۔ یہ حالت معمولی طور پر خون صاف نہ ہونے کے سبب سے ہوتی ہے۔ اور خون کی صفائی میں مندرجہ ذیل اسباب سے فرق پڑ جاتا ہے۔

(۱) خاص ماہیت خون میں فرق پڑ جائے۔ جیسا کہ ہیضہ اور قلت الدم میں ہوتا ہے۔ یا پھیپھڑوں میں اجتماع خون ہو جائے جیسا کہ امراض قلب میں ہوتا ہے۔

(۲) ہوا میں فتور آنا یعنی اس کا پتلا ہونا یا اس میں کسی سمیت کا مل جانا۔

(۳) پھیپھڑے کی ساخت کا بگڑنا۔ جیسا کہ سل اور ذات الریہ مرض میں ہوتا ہے پھیپھڑے کی ہوا کا کم مقدار میں جانا جیسا کہ حنجرہ کی سوزش وغیرہ کے سبب رکاوٹ پڑنے سے ہوتا ہے۔

(۴) عضلات تنفس کا مفلوج ہونا یا کسی دیگر مرض کے باعث ان کا بیکار ہو جانا۔

جب ایک عرصہ تک سوء تنفس قائم رہتا ہے تو پھیپھڑے یا ساخت دل کے امراض پیدا ہونیکا اندیشہ رہتا ہے جن کا انجام اکثر خراب ہوتا ہے۔

ضیق النفس (دمہ) استسقاء الصدر۔ آماس جسم اور بچوں کے شدید امراض صدر میں مریض کو اس قدر تنفس میں دقت ہوتی ہے کہ لیٹ کر سانس لینے سے عاجز ہوتا ہے۔ بلکہ بیٹھکر سانس لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جوانوں کو پسلیوں کے ٹوٹنے۔ ذات الجنب اور سکتہ میں سانس لینے کے وقت حرکت شکم زیادہ ہوتی ہے۔ بچے حالت صحت میں بھی پیٹ سے سانس لیتے رہتے ہیں جگر و طحال کے بڑھنے استسقا اور ورم باریطون میں حجاب حاجز کی حرکت بخوبی نہیں ہوتی اور سینہ زیادہ پھولتا ہے۔

پھیپھڑوں کے شدید امراض اور حنجرہ کی رکاوٹ میں سانس لیتے وقت تکلیف ہونیکے سبب سے بالائی پسلیوں اور گردن کے عضلات کی حرکت زیادہ ہوتی ہے۔

سانس لینے کی آواز

مریض کالی کھانسی میں کھانستے کھانستے ایک لمبا سانس لیتا ہے تو اسوقت ایک خاص قسم کی آواز ہوتی ہے ضیق النفس میں ساں ساں یا سیٹی کی سی آواز آتی ہے۔

نرم تالو کے ڈھیلا ہونے یا اس کے مفلوج ہو جانے کی صورت میں (جیسا کہ سکتہ اور دیگر امراض دماغ میں ہوتا ہے) یا جب کوئی غفلت سے سوتا ہے تو سانس خراٹے سے آتا ہے۔

جب دماغ تھک جاتا ہے۔ جیسا کہ نیند آنے سے پہلے تو آدمی منہ پھاڑ کر سانس لیتا ہے جسے جمائی کہتے ہیں۔ یا بخاروں کے شروع اور عصبی امراض میں اور بعد بے ہوشی کے ہوش میں آنے کے وقت بھی ایسا ہوتا ہے۔ لیکن فالج میں جمائیوں کا بار بار آنا خراب علامت سمجھی جاتی ہے۔

حجاب حاجز اور دیگر عضلات تنفس کے یکایک تشنج ہونے سے سانس لینے میں جو آواز ہوتی ہے اسے ہچکی کہتے ہیں اور اس کے اسباب یہ ہوتے ہیں۔ بچوں یا بوڑھوں کے معدہ اور اثنا عشری میں خراش ہونا۔ جلد جلد لقمہ نگلنا۔ زیادہ ہنسنا زیادہ رونا۔ عورتوں میں خراش رحم یا مرض اختناق الرحم۔ جگر یا بانقراس یا معدہ یا حجاب حاجز یا صفاق میں سوزش ہونا۔ اور سیلان خون۔

اکثر شدید امراض کے اخیر میں مسلسل ہچکیاں آتی ہیں جو قریب للموت ہونے کی علامت ہوتی ہیں۔

سانس نکالنے کے وقت کی آواز

سانس باہر نکالنے میں جو آواز ہوتی ہے اسکی دو صورتیں ہیں۔

ایک تو چھینکتے وقت آواز نکلتی ہے دوسرے کھانستے وقت آواز نکلتی ہے۔

لمبا سانس لیکر یکایک زور سے آواز کے ساتھ ناک کے ذریعہ اسکو نکال دیا جاتا ہے اور اس کے ہمراہ بلغم یا کوئی خارجی چیز (جو ناک کی لعابدار جھلی میں خراش پیدا کرتی ہے) خارج ہوتی ہے تو اس طرح جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہی چھینک کہلاتی ہے جن چیزوں سے ناک کی لعابدار جھلی میں خراش ہو اُن سے چھینک میں تحریک ہوتی ہے جیسا کہ ناس سونگھنے یا آفتاب کی شعاع آنکھ پر پڑنے۔ یا بتی وغیرہ سے ناک میں خراش کرنے سے چھینک آجاتی ہے۔ علاوہ بریں زکام۔ آلات تنفس کے امراض وغیرہ میں بھی چھینکیں آتی ہیں۔

جب کسی خارجی چیز سے قصبہ ریہ میں خراش پیدا ہو تو اس کے اخراج کے واسطے یکایک یا بار بار زور سے جو سانس باہر کو آتا ہے اسکو کھانسی کہتے ہیں۔ کھانسی خشک و تر دو قسم کی ہوتی ہے خشک کھانسی مندرجہ ذیل بیماریوں میں ہوتی ہے۔ خراش معدہ و امعا و جگر۔ امراض قلب۔ ذات الجنب۔ اختناق الرحم۔ کسی دوسرے عضو کی بیماری کے سبب سے پھیپھڑے پر دباؤ پہونچنا (جیسا کہ استسقا میں ہوتا ہے) ہوا کی نالیوں کی سوزش کے پہلے درجہ مثلاً زکام۔ کوا لٹک آنا۔ خناق اور ذات الریہ کے درجہ اول میں۔ سل کے خراب درجوں۔ ذات الریہ کے درجہ سوم اور کھانسی جبکہ پرانی ہو جائے تو کھانستے وقت بلغم نکلتا ہے یعنی کھانسی تر ہوتی ہے

تنفس کی گرمی سردی بخاروں اور آلات تنفس کی شدید سوزش میں سانس کی ہوا گرم خارج ہوتی ہے لیکن کمزوری کی حالت میں مثلاً بخار کے اخیر درجے اور ہیضہ کی اخیر حالت میں گرمی کم ہو جاتی ہے

بوئے تنفس حالت صحت میں تنفس کی بو بری نہیں ہوتی ہے مگر آلات ہضم کے امراض۔ گوشت خورہ۔ بخار کے درجہ شدید

سوزش دہن۔ دانتوں کے نہ نکلنے اور منہ کے اچھی طرح صاف نہ کرنے کے باعث سانس

بدبودار ہوتا ہے۔ سمیت بول[۱] میں پیشاب کی۔ شرابیوں میں شراب کی۔ نفیج الدم[۲]۔

اور ذیابیطس میں بوشیریں ہوتی ہے۔ بدبودار غذا یا دوا۔ مثلاً پیاز۔ لہسن وغیرہ

کے کھانے سے اسی شے کی بو آتی ہے۔

پھیپھڑے کے سڑنے میں ایسی خراب بو سانس میں آتی ہے کہ مریض کے

پاس جانا محال ہوتا ہے۔

فضلات

بلغم۔ کھانسی میں بلغم کا بآسانی خارج ہونا نیک علامت ہے بلغم کی حالت

سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو تشخیص میں معین ہوتی ہیں۔

زکام کی وجہ سے جو کھانسی ہوتی ہے اس میں کثیر المقدار لعابدار بلغم نکلتا ہے

شدید کھانسی اور سل میں مثل پیپ کے اور اخیر درجہ سل میں پیپ آمیز بلغم کا چکتا سا

خارج ہوتا ہے۔ ذات الریہ میں بلغم لیسدار سرخ رنگ کا مثل لوہے کے زنگ کے

ہوتا ہے۔

پھیپھڑے کی ساخت میں کوئی پھوڑا یا حجاب الریہ کی پیپ ہوا کی نالی میں پھوٹ

جائے تو بالکل پیپ خارج ہوتی ہے۔ کھانسی بہت زور سے ہو تو ذرا سا خون بلغم

کے ساتھ نکلتا ہے۔ مگر امراض قلب یا پھیپھڑے میں ابورسما کے پھٹنے یا سل کے

سبب سے کھانسی کے ساتھ بالکل خون خارج ہوتا ہے۔

جب پھیپھڑہ سڑ جائے تو بدبودار بلغم اخراج پاتا ہے۔ اور خناق کے بلغم میں

جھلی کے ٹکڑے اور سل کے بلغم میں مادہ بلغم اور معدنی اجزاء پائے جاتے ہیں۔

پھیپھڑے کے کل شدید امراض اور زکام میں کم مقدار بلغم نکلتا ہے۔ اور

---

[۱] سمیت بول۔ یوریمیا ۔ [۲] نفیج دم۔ پائی ہمیا ۔

بعد ازاں کثیر المقدار بلغم خارج ہوتا ہے۔ جو کہ نیک علامت ہے اگر اس کے برخلاف ہو ہو تو اسکو خراب سمجھنا چاہیئے۔

تھوک مرگی اور ہلکاؤ میں تھوک جھاگدار نکلتا ہے اور شدید امراض اور ابتدار بخار میں تھوک کم اور لیسدار ہوتا ہے۔

تھوک کی گلٹیوں کے خراش۔ سوزش دہن۔ امراض دندان۔ بچوں کے دانت نکلنا فالج یا زخم کے سبب سے لب وزبان کی حرکت نہ ہونا خناق۔ بدہضمی میں تھوک زیادہ خارج ہوتا ہے۔

بعض بعض ادویہ کے کھانے اور عاقرقرحا۔ پان کے چبانے سے بھی تھوک زیادہ پیدا ہوتا ہے۔

پیدائشی بے قوت اشخاص کی رال اکثر بہتی رہتی ہے۔

قے امراض دماغی کے ابتدا میں یا یکایک حرارت جسمانی کے زیادہ ہونے سے (جیسا کہ نوبتی بخاروں میں ہوتا ہے) بغیر متلی کے قدرے جنبش سے قے ہو جاتی ہے اور معدہ کو دبانے سے کوئی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن امراض معدہ وامعار وجگر میں خفقان (متلی) ہو کر قے ہو جاتی ہے اور اگر معدہ کو دبایا جائے تو درد بھی محسوس ہوتا ہے۔

جھولے میں جھولنے۔ کشتی یا جہاز پر سفر کرنے (بعض قوموں کو ریل گاڑی پہ سفر کرنے) سے ایک شدید قسم کی قے ہوا کرتی ہے۔

کھانا کھانے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر قے کا ہونا امراض معدہ کے باعث ہوتا ہے۔ لیکن اگر کھانا کھانے سے دو تین گھنٹے بعد قے ہو تو اسفل معدہ یا امعار دقاق کا مرض خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس سے زیادہ عرصہ کے بعد قے ہونا بڑی آنتوں کے امراض کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قے صرف امراض معدہ و امعا ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ نہیں بلکہ دیگر اعضائے کے امراض میں بھی جن سے معدہ تعلق رکھتا ہے ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ جب نظام عصبی میں کوئی شدید صدمہ پہونچتا ہے۔ مثلاً دماغ پر صدمہ پہونچتا ہے یا اس میں سوزش ہوتی ہے تو قے آنے لگتی ہے۔ علاوہ ازیں جب صفرا کی پتھری مجری مرارہ سے اور سنگ یا ریگ گردہ مجری بول سے گذرتی ہے اور قلب و رحم میں جب شدید سوزش ہوتی ہے تب بھی قے ہوا کرتی ہے۔ نازک مزاج عورتوں کو ایام حمل میں اکثر قے ہوتی ہے۔ چیچک۔ خسرے وغیرہ میں بھی جبکہ دانے نکلنے والے ہوتے ہیں قے ہوا کرتی ہے۔ معدنی زہروں مثلاً سنکھیا پارہ وغیرہ کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔

مادہ قے

مادہ قے کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد جو قے ہوتی ہے۔ اس میں غذا بجنسہ خارج ہوتی ہے لیکن اعصابی امراض اور سرطان معدہ کی حالت میں خواہ کھانا کھانے سے دیر میں بھی قے ہو تو غذا بجنسہ خارج ہوتی ہے کیونکہ اس صورت میں معدہ کے اندر تحلیل غذا کا مادہ موجود نہیں ہوتا۔

مرض حرقت مری و معدہ (قلس محرق۔ پائروس) میں جب رطوبت معدی کم خارج ہوتی ہے اور رطوبت مخاطی کا اخراج زیادہ ہوتا ہے تو پانی کے مانند بے ذائقہ یا ترش شے قے میں خارج ہوتی ہے۔

معدہ میں الورسما کے پھٹنے یا زخم معدہ میں کسی شریان کے منہ کھلنے سے سرخ رنگ کا خون اور حرقت مری و معدہ اور دیگر امراض جگر جن میں ورید باب الکبد میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو سیاہ رنگ کا منجمد خون غذا کے ہمراہ بذریعہ قے نکلتا ہے۔ بعض متعدی بخاروں میں بھی قے کے ساتھ خون نکلتا ہے۔ بحری

سفر اور ورم صفاق کی حالت میں جو قے ہوتی ہے اس میں بہت دیر تک کثیر المقدار قے ہونے سے زرد رنگ کے پت نکلتے ہیں امراض جگر میں زرد رنگ کا صفرا معدہ میں آکر فوراً قے کی راہ نکل جاتا ہے۔ معدہ کے اندر دبیلہ کبد کے پھوٹنے کی صورت میں پیپ کی قے ہوتی ہے۔ جب ایک آنت دوسری آنت میں چلی جائے یا زیرین حصہ امعا میں رکاوٹ ہو جیسا کہ فتق کی اس قسم میں ہوتا ہے جس میں اتری ہوئی آنت متورم ہو کر پھنس جاتی ہے، یا جب معدہ اور قولون میں ارتباط ہو جائے تو فضلہ کی قے ہو سکتی ہے۔

بعض امراض گردہ میں جن میں سمیت بول کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں قے سے قارورہ کی بو آتی ہے۔

جیسا کہ شروع ہی میں بیان کیا گیا ہے۔ امراض دماغی کی قے بغیر متلی کے ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ قے بآسانی ہوتی ہے۔ مریض کو چیت لٹانے سے بند ہو جاتی ہے۔ اور دیگر علامات بھی موجود ہوتے ہیں۔ جن سے امراض دماغ کا شبہ ہو سکتا ہے۔

طب کا سب سے دلچسپ باب وہ ہے جس میں اعضا کے افعال و وظائف بتائے جاتے ہیں یہ باب اس قدر دلچسپ ہے کہ اسکو پڑھکر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور حسن الخالقین کے سامنے سر بسجود نظر آتی ہے جسم میں دوران خون کسطرح ہوتا ہے اور بدن اس سے کسطرح تغذیہ حاصل کرتا ہے؟ فعل ہاضمہ کس طرح انجام پاتا ہے؟ حواس خمسہ ظاہرہ اپنے محیر العقول افعال کس طرح انجام دیتے ہیں؟ بھوک و پیاس کا فلسفہ کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ صدہا دلچسپ باتیں معلوم کرنی ہوں تو منافع کبیر کا مطالعہ کیجئے۔ جو کہ اسباب میں ایک بے مثل کتاب ہے عبارت اس قدر سلیس اور بامحاورہ ہے کہ معمولی اردو داں اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ یہ منافع الاعضاء (فزیالوجی) کی کتاب طبیہ کالج دہلی کے نصاب تعلیم کورس میں شامل ہے قیمت ۲ے مجلد ۱۲؍ پتہ دار الکتب المسیح قرول باغ دہلی۔

روح سے تیار شدہ عرق

(از حکیم محمد عبد اللطیف صاحب شادانی)

آج کل جہاں دیسی طب کی ترقی و ترویج کے متعلق طرح طرح کی تجاویز زیر غور ہیں وہاں عرقیات کے مسئلہ پر بھی بہت کچھ سوچ بچار ہو رہی ہے۔ اس کے کشید کرنے، رکھنے اور اس میں نئی اور مفید خوبیاں پیدا کرنے کے لئے مختلف کوششیں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کی ایک سب سے بڑی طبی تجربہ گاہ میں عرقیات کے متعلق ایک جدت اختیار کی گئی ہے۔ قدیم طریقہ پر عرق کشید کرنے کی بجائے ادویات کی روحیں کشید کر لیجاتی ہیں۔ جن کی طاقت عام عرقیات سے قریباً چارگنا زیادہ ہوتی ہے۔ جب کوئی عرق تیار کرنا ہوتا ہے تو ایک حصہ روح میں چار حصہ پانی شامل کر لیا جاتا ہے اور عرق تیار ہو جاتا ہے۔

اس میں مطلق شبہ نہیں ہے کہ دیسی طب میں یہ ایک قیمتی اور قابل قدر جدت ہے۔ اور موجد اس پر جس قدر بھی فخر کرے بجا ہے۔ مگر ایک عالم اسرار کیمیا کی نظر میں روح سے تیار شدہ عرق کی بہ نسبت قدیم طریقہ پر کشید کیا ہوا عرق زیادہ مفید و فائدہ رساں ہے۔ اصل مسئلہ پر روشنی ڈالنے سے قبل عرقیات کی ماہیت اور اس کے فوائد کی نوعیت کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا ازبس ضروری ہے۔ قدیم طریقہ پر تیار شدہ عرق کو دو قسم کے اجزا میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ اس کا ایک اور سب سے بڑا جزو آب مقطر ہے جو میل یا ارضی کثافتوں سے قطعی مبرا ہوتا ہے۔ عرق کا دوسرا جزو اس دوا کا جزو فراری ہے۔ جس کا کہ عرق لیا گیا ہو۔ بس یہ دو جزو ہیں جو ایک عرق میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان

ہر دو اجزا کے ساتھ الگ الگ منافع وابستہ ہیں۔ اول آب مقطر کو لیجئے یہ اس لحاظ سے بیمار کے لیے بہت ہی اعلیٰ چیز ہے کہ بالکل پاک وصاف ہوتا ہے۔ اور کوئی خارجی مضرت شامل نہیں ہوتی۔ مقطر اور کشید کیا ہوا پانی مقامی سمی اثرات نیز موسمی اور ہوائی مضرتوں سے پاک ہوتا ہے۔ عرق کا دوسرا جز دوا کا جزو فراری ہے اس سے وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو تجربہ سے ان کے متعلق ثابت ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ عرق افسنتین ورم جگر میں مفید ہے۔ یا عرق شاہترہ مصفی خون ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض اس تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ ہر اچھے عرق سے دو قسم کے فوائد حاصل ہونے چاہئیں۔ اول وہ فوائد جو اس کے آب مقطر سے متعلق ہیں اور جو کہ بہت ہی اہم ہیں۔ دوسرے وہ فوائد مخصوصہ ومختصہ جو ادویہ کے جواہر فراری سے وابستہ ہیں۔ اور جو ہر ایک عرق میں باختلاف ادویہ مختلف ہوتے ہیں۔

آمدم برسر مطلب۔ اب اصلی مسئلہ پر غور کرنا چاہئے۔ قدیم طریق پر جو عرق کشید کیا جاتا ہے اس میں دونوں خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس میں خارجی پانی نہیں ملایا جاتا بلکہ جو پانی ادویہ کے ساتھ برتن میں ہوتا ہے وہی بخارات میں مبدل ہو کر صعود کرتا ہے اور پھر برودت سے متاثر ہو کر عرق کے برتن میں عرق کی صورت میں اپنی اصلی ہیئت پر لوٹ آتا ہے۔ اس طریق سے یہ پانی اپنی کثافتوں سے قطعی خالی ہو جاتا ہے۔ نیز ادویہ کا اثر بھی مطلوبہ طاقت کا اس عرق میں آجاتا ہے۔ برخلاف اس کے اب اس نئے طریق پر غور کیجئے۔

روح سے تیار شدہ عرق میں دوا کا اثر بے شک اول الذکر عرق جیسا ہی آجاتا ہے۔ مگر اس عرق میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ پانی کا تصفیہ مطلق نہیں ہوتا۔ کیونکہ معمولی پانی سے یہ عرق تیار ہوگا۔ جو نہ بخارات میں مبدل ہوگا نہ عمل تقطیر ہی اس پر جاری ہوگا۔ اس لیے ہر قسم کی کثافتیں اس میں بدستور

باقی رہیں گی۔ مثلاً ہیضہ کے ایام میں اگر قدیم طریقہ سے تیار شدہ عرق استعمال کیا جائے تو وہ مریض ہیضہ کے لئے بہت زیادہ مفید ہوگا۔ کیونکہ علاوہ دوائی قوت کے وہ عمل تقطیر و تصعید کی بدولت وبائی نقائص سے قطعاً مبرا ہو جاتا ہے۔ مگر جدید طریق یعنی روح سے تیار شدہ عرق وبائی کثافتوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عام پانی جو نہ گرم کیا گیا اور نہ مقطر کیا گیا ہو اس میں کل مضر مواد نیز جراثیم ہیضہ یقیناً موجود ہونگے۔ اس لئے ایسے پانی میں روح شامل کر کے جو عرق تیار کیا جائیگا اس سے تندرست شخص بھی مرض ہیضہ میں مبتلا ہو جائیگا۔ چہ جائیکہ مریض تندرست ہو۔ اگر بالفرض مرض ہیضہ کے جراثیم اس پانی میں نہ موجود ہوں تو بھی ایسے پانی سے روح کے ذریعہ تیار شدہ عرق صفائی کے لحاظ سے قطعی مخدوش اور ناقابل بھروسہ ہوگا۔ البتہ مقطر و مصعد پانی میں روح سے عرق تیار کیا جائے تو ان امور کا یقیناً کوئی خطرہ نہیں۔ مگر پانی کا علیحدہ مقطر کرنا اور روح کا الگ کشید کرنا ایک ایسا طول عمل ہے جس میں سوائے نقصان وقت و بربادی سرمایہ کے کوئی سود نہیں۔

اطبائے قدیم کا یہ قدیم دستور العمل درحقیقت پر از حکمت ہے اور بمقابلہ روح سے تیار شدہ عرق کے قدیم طریق کے مطابق کشید کیا ہوا عرق کہیں زیادہ بہتر اور منفعت بخش ہے۔

علم الجراثیم، عمل تصعید اور عمل تقطیر و تحلیل وغیرہ کیمیائی اعمال سے واقفیت رکھنے والے حضرات ہمارے مذکورہ بالا خیالات سے ضرور اتفاق کریں گے۔

روح سے عرق تیار کرنا ایک عمدہ جدت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس طریق سے عرقیات کے حقیقی محاسن میں ناگوار کمی واقع ہو جاتی ہے۔ آخر میں ہم صرف اس قدر عرض کرنے کے بعد اس بحث کو ختم کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی ایجادات

سے ضرور محترز رہنا چاہئے جس سے اضافہ کی بجائے دیسی طب میں کمی واقع ہو۔ اگر قابل قبول ہو تو ہم ضرور یہ مشورہ دیں گے کہ ایسی جدت طرازیوں سے قبل علم الکیمیا کی مدد سے اطبائے قدیم کے اعمال کے حسن و قبح کے متعلق پوری اور مکمل واقفیت حاصل کرلیجائے۔ پھر اگر کوئی بہتر طریق عمل ایجاد کرسکتے ہوں۔ تو زہے قسمت ورنہ انہی اعمال کو مروج رکھا جائے اور کسی ایسی ایجاد کی تکلیف نہ اٹھائی جائے جس سے بجائے اضافہ کے دیسی طب میں الٹی کمی واقع ہو۔

طبی کتب کا مطالعہ

کرنیوالے حضرات کیلئے وہ وقت کیسا دشوار ہوتا ہے۔ جبکہ اثنا مطالعہ میں کوئی ایسا طبی لفظ آجاتا ہے جس سے وہ ناواقف ہوتے ہیں اس صورت میں مطالعہ کا تمام شوق برباد اور اصل مدعا تقریباً مفقود ہوجاتا ہے۔ اس دشواری کو رفع کرنیکے لئے لغات اصطلاحات طبیہ دلغات کبیر حصہ اول) بہترین کتاب ہے اسمیں تمام طبی الفاظ و اصطلاحات کو نہایت سلیس اور سہل عبارت میں واضح کیا گیا ہے قیمت فی جلد تین روپے ۳ مجلد ہے

اسی طرح

جبکہ کسی نسخہ کی تیاری کے وقت کسی دوا کا ایسا نام آجاتا ہے جس کے مشہور نام سے ناواقف ہوتے ہیں تو مجبوراً اس کی تیاری کا خیال ترک کرنا پڑتا ہے اس وقت کو لغات الادویہ دلغات کبیر حصہ دوم) نے رفع کر دیا ہے کیونکہ ادویہ کے عربی فارسی ہندی اور سنسکرت وغیرہ تمام نام اس لغت میں مذکور ہیں۔ ہر ایک دوا کے نام کے ساتھ اسکا مشہور نام لکھا گیا ہے۔ یہ لغات اطبا اور دواسازوں ہر دو کیلئے ایک لائق معاون ہے قیمت تین روپے ۳ مجلد ہے دونوں حصے یکجا مجلد ۶ ہے۔

پتہ ناظم دار الکتب المسیح قرولباغ دہلی۔

عمل اختقان

(۵)

اختقان جلدی

(از ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب۔ ل۔ م۔ س مامور طبی ریاست بڑوانی)

(۲۱) فائی سارنگمین دیا) ای سیرین۔ (جوہر کالابار، یا جوہر ازرہ)

مقدار پچکاری $\frac{1}{100}$ سے $\frac{1}{40}$ قمحہ (گرین) تک

فائی سارسٹگ مین ہائے ڈرو برومائڈ۔ (جوہر ازرہ مائیو عفن آمیز)

مقدار پچکاری۔ $\frac{1}{100}$ سے $\frac{1}{40}$ قمحہ (گرین)

اس کا استعمال زیادہ تر تو امراض چشم میں قطرات کی صورت میں پتلی کو سکیڑنے کے لئے کیا جاتا ہے (کیونکہ یہ دوا قابض الحدقہ ہے)

افعال و استعمال۔ یہ دوا دافع تشنج ہے، دماغ و نخاع کے عصبی مراکز میں سکون و ضعف پیدا کرتی ہے، عصبی انتشار تحریک و دو غدہ کو سست کرتی ہے لہذا اسکو مرض کزاز میں اکثر استعمال کرتے ہیں $\frac{1}{40}$ قمحہ گرین کی مقدار میں جلدی پچکاری بار بار دینا چاہیئے اور مریض پر نگہداشت رکھنا چاہیئے تاکہ مبادا زہر کی علامات نہ ظاہر ہوں

نخاع کے افعال و حرکات منعکسہ کو یہ دوا ضعیف و زائل کرتی ہے لہذا اسکو اکثر تشنجی امراض مثلاً کوریا (رعشہ صبیانی) ہیڑے پرلس ایجی ٹانس (داء تخلج ارتعاشی) اور مانیائے شدید (جنون شدید) میں استعمال کرتے ہیں

چونکہ جوہر کالابار سمیات جوہر کچلہ، ایٹروپین (جوہر لفاح۔ جوہر بیروج) اور کلورل ہائڈریٹ کے لئے تریاق ہے۔ لہذا اس کی پچکاری ان سمیات میں

بطور رفع زہر کے بھی کرتے ہیں

---

(۲۲) **اپومارفین** (افیونی الاصل)۔ مقدار پچکاری ۱/۲۰ سے ۱/۱۰ گرین تک۔

افعال و استعمال۔ نہایت شدید اور سریع الاثر مقئ ہے۔ اس کا اثر براہ راست راس النخاع کے مرکز قے پر ہوتا ہے۔ اور قے آجانے کے بعد ضعف اور متلی کا باعث نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں یہ ایک عمدہ منفث و مخرج بلغم بھی ہے اور بلغم کو رقیق کر کے نکال دیتی ہے۔

مختلف زہروں کی سمیات کے علاج میں جب قے لانے کی بہت فوری ضرورت ہوتی ہے۔ یا جب مختلف قے آور ادویہ کا معدہ پر اثر نہ ہوتا ہو تو اس کی ۱/۱۰ قحمہ گرین کی قرص آب مطہر میں حل کر کے تحت الجلد پچکاری کرنے سے فوراً ایک دو منٹ کے اندر قے آجاتی ہے۔

جب معدہ میں تیزابات یا خراش کنندہ سمیات سے غشائے معدہ پہلے ہی خراش دار ہو چکی ہو اور جلد قے لانا مقصود ہو یا جب سموم مخدرہ (مثلاً افیون و شراب وغیرہ) کی وجہ سے مریض خواب و بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا ہو اسوقت اس کا فوری استعمال قے پیدا کر کے زہر کو خارج کر دیتا ہے

حنجرہ یا حلق یا قصبۃ الریہ میں جب کوئی خارجی چیز اٹک گئی ہو اور اس کا فوری نکالنا مقصود ہو تو اس کی پچکاری فوری اثر کر کے اسکو خارج کر دے گی۔

اس کی پچکاری کے علاوہ اگر ایک قرص مقعد میں رکھی جاوے تو بھی قے جلد آجائے گی۔

(۲۳) **کاربولک ایسڈ** (حامض قطرانی۔ قطران مصعد)۔

یہ ایک مطہر دافع سمیت جراثیمی دوا ہے جسکا خارجی استعمال بصورت غسولات

لہ افیونی الاصل کے لفظ سے مراد ہے جو جوہر افیون سے نکالا جاتا ہے۔

مختلف طور پر ڈاکٹری میں ہوتا ہے۔ مگر تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض شدید و مہلک امراض جراثیمی میں اسے اندرونی طور سے بھی استعمال کر کے مفید اثرات حاصل کئے جاتے ہیں اور بعض اطبائے جدید اس کی مختلف طاقتوں کی پچکاری جلدی بھی دیتے ہیں۔ راقم الحروف کا تجربہ ہے کہ کاربولک ایسڈ (حامض قطرانی) کا ایک قطرہ یا ایک گرین (نصف رتی) لیکر اسے ۲۰ حصہ یا ۴۰ حصہ آب مطہر میں حل کر کے ضعیف کرلیا جائے اور پھر اس کی تحت الجلد پچکاری دن میں ایک یا دو مرتبہ دیجاوے تو مرض ٹیٹانس (کزاز) میں مفید ہے۔

مقامی اثر کے لئے اسی طرح کی پچکاری ہڈیوں کی ایک خاص بیماری ورم فطری (ماسی لوٹمہ) میں کیجاتی ہے۔ اس مرض میں ایک زہریلے جرثومہ مردار خوار کی خراش و سمیت کی وجہ سے ہڈی میں ورم ہوکر آماس عفونت ہوتی ہے۔ اکثر پاؤں کے نیچے یا ایڑی یا ٹخنہ کی ہڈی میں یہ مرض ہوتا ہے۔ لہذا متورم حصہ پر کاربولک ایسڈ (حامض قطرانی) کی جلدی پچکاری متواتر کئی دن تک لگانے سے بعض اوقات ازالہ مرض ہو جاتا ہے۔

(۲۴) **آیوڈین** - یہ دوا بھی خارجی استعمال میں بہ کثرت آتی ہے۔ مصفی، مطہر اور دافع سمیت جراثیمی ہے۔ ورم کو رفع کرتی ہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض مہلک و شدید متعدی و جراثیمی امراض میں (مثلاً مرض طاعون کی گانٹھ میں، یا طاعونی ذات الریہ میں یا انفلوئنزا (نزلہ وبائی) وغیرہ میں) صبغ آیوڈین (ٹنکچر آیوڈین) کی (گلے سیرین میں ضعیف وحل کرکے) تحت الجلد پچکاری بہت مفید ہوتی ہے۔ ۲ بوند صبغ آیوڈین ۲۰ بوند آب مطہر یا گلیسرین میں حل کرلینا چاہئے۔ پھر اس کی پچکاری دن میں ایک یا دو مرتبہ کی جائے۔

(۲۵) کوٹارنین - قوطارنین (مجوزہ نام) حابس خونین۔

مقدار پچکاری - ۱/۴ سے ۱/۲ قمحہ (گرین) تک۔ بصورت قرص طیار شدہ بروز ویلکم کمپنی سے ملتا ہے۔

افعال و استعمال - یہ جوہر الجواہر۔ افیون کے ایک جوہر نارکوٹین (تخدیرین) نامی سے نکالا جاتا ہے۔

حابس الدم - دافع سیلان خون - اور قدرے مسکن رحم ہے۔ جب سیلان خون رحم یا مجری البول سے ہو تو اس کی پچکاری کرتے ہیں۔ قی الدم (معدہ سے اخراج خون ہو) یا بلغم میں راہ تنفس سے خون آوے تب بھی مفید ہے۔ اس کے افعال و خواص ہے ڈراسٹین سے بالکل مشابہ ہیں جو ایک حابس الدم دوا ہے،

قوطارنین اور ہائڈراسٹین (جوہر مہر طلا) کے مشترک مرکب قرص بھی ملتے ہیں۔ جو مستعمل ہیں۔

انتباہ - قوطانین اسقاط حمل سے پہلے جو خون آوے اسکو روکنے کو نہیں دینا چاہئے۔

(۲۶) کیورارا - (مجوزہ نام) "قرارہ"

مقدار پچکاری - ۱/۲ سے ۱/۴ تک - بروز ویلکم کمپنی کی طیار شدہ قرص استعمال کریں۔

افعال و استعمال جس طرح نکوٹین (تمباکو کا جوہر تبغین) عصبی خانوں اور عصبی مراکز کو مفلوج کر دیتا ہے۔ بخلاف اس کے یہ تیز شدید زہریلی دوا (جسکا استعمال بکمال احتیاط ضروری ہے) محرک اعصاب کے اختتامی ریشوں (شبکہ انتہائیہ) کے سروں کو مفلوج و مشلول کر دیتی ہے۔ یعنی یہ دافع تشنج ہے، اور مرض کزاز (ٹیٹانس) کلب یا ہلکا (جوہر کچلہ کے سمیت) تشنج، کوریا (رعشہ

صبیانی) صرع وغیرہ میں رفع تشنج کے لئے دیجاتی ہے۔

کزاز میں یہ نہایت مفید دوا ہے۔ اس مرض میں ایک جوان مریض کو ۲۴ گھنٹے کے عرصہ میں ۴ گرین (۴ رتی) تک جلدی پچکاری دینے سے کسی قسم کے برے نتائج یا علامات زہر پیدا نہیں ہوتے۔

انتباہ۔ اس کا استعمال زیادہ تر منافع الاعضا کی تحقیق کے لئے جانوروں پر تجربات کرنے میں کیا جاتا ہے۔ شدید زہریلی دوا ہے تنفس و قلب کی حرکت پر اثر کرتی ہے۔ بہ احتیاط کامل ایک واقف طبیب ہی استعمال کرے۔

اس کا زہر گردہ سے بول میں خارج ہوتا ہے۔ لہذا مریض کا پیشاب سلائی ڈال کر اکثر نکالتے رہنا چاہئے۔ تاکہ مثانہ سے جذب نہ ہو۔

(۲۷) پوٹاسیم پرمینگنیٹ۔ (ربیہ مغنیس آگین اعلیٰ)

مقدار پچکاری۔ ۲ قمحہ ۔ ۴ بوند آب مطہر میں حل کرکے۔

افعال و استعمال۔ مطہر، مصفی، مسیح (خراش کن) دافع سمیت افعی سانپ یا زہریلے کیڑے کے کاٹنے کی جگہ پر فوراً اس کی مقامی پچکاری کریں۔

زخم پر لگانے کی نسبت اس کی پچکاری سے زہر جلد کے عروق و نسج میں جلد پہونچکر زہر کو زائل کرے گا۔

(۲۸) پچوٹرین۔ (نخامین)

جوہر غدہ نخامیہ

(مفصل بیان آئندہ آئیگا)

یہ جوہر غدہ نخامیہ کے پچھلے زائدہ کا خلاصہ ہے۔ اس کے اثر سے شرائین کے اوپر خون کا دبا دیا تناؤ (بلڈ پریشر) یقینی طور پر عرصہ کے لئے بڑھ جاتا ہے۔ حرکات قلب طاقتور ہوکر تواتر میں آہستگی اختیار کرلیتی ہیں پیشاب کی مقدار

له غدہ نخامیہ (غدہ مستدیرہ) دماغ کے نیچے ایک گول گلٹی ہے۔ جو بطن اوسط سے ارتباط رکھتی ہے اسمیں ایک قسم کی بلغمی (نخامی) رطوبت ہوتی ہے۔

زیادہ ہوتی ہے (مدر بول ہے) اور یہ عضلات رحم کو سکیڑتا ہے۔ (یعنی مجہض ہے) اور پستانوں میں دودھ کی مقدار کو بھی زیادہ کرتا ہے۔ (مدر لبن ہے)

چونکہ یہ مقوی قلب ہے اور صدمہ اور "شاک" کو دور کرتا ہے اس لئے اسے اکثر امراض مہلکہ میں دیتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ۔ تپ۔ محرقہ وغیرہ

رحم پر اثر کرنے کے لئے یہ شیلم (ارگٹ) کی طرح مستعمل ہے اور اس سے افضل ہے زیادہ تر اسکا استعمال عضلی یا وریدی پچکاری سے کیا جاتا ہے (جس کا مفصل بیان آگے آئے گا) مگر تحت الجلد پچکاری بھی دے سکتے ہیں۔

مقدار پچکاری۔ ایک حصہ۔ بیس حصے پانی مطہر کے ساتھ۔

اکثر طیار شدہ سیال پچکاری کے لے ملتا ہے جو مناسب ہے۔

(۲۹) چال موگرا آئل۔ (روغن چاول مُنگری)

مقدار پچکاری۔ ۵ سے ۱۰ بوند تک بتدریج بڑھا کر ۴۰ بوند تک۔

عمل پچکاری کے لئے مخصوص طریقہ سے طیار شدہ ملتا ہے۔

زیادہ تر وریدی پچکاری سے دیا جاتا ہے۔ مگر اکثر تحت الجلد بھی مستعمل ہے مفصل بیان آگے آئیگا۔ مجملا یہاں درج ہے۔

افعال واستعمال۔ اکثر جلدی امراض کے لے اور خصوصاً جذام کے لئے مفید ہے خنازیر، وجع المفاصل۔ نقرس۔ نار۔ فارسی وغیرہ میں بھی مفید ہے۔

اس میں ایک خاص ترش مادہ "گائے نو کارڈ ایسڈ" (تیزاب چال موگرا) ہے جسکو کیمیاوی ترکیبات سے جدا کرکے مختلف مرکبات بنائے گئے ہیں جن میں سوڈیم گائے نوکارڈیٹ" (ریہہ چال موگراگین) مشہور ہے۔ اور جذام خنازیر۔ سل وغیرہ کے لئے بہ کثرت استعمال کیا جاتا ہے۔

ترکیب استعمال۔ عمل اختناق کے لئے طیار شدہ روغن چھوٹی چھوٹی کانچ کی نلیوں میں ملتا ہے

استعمال سے پہلے معمول وعامل اور وسائل علاج کو بطریق مخصوص سے تطہیر و مصفیٰ کیا جائے۔

روغن کی نلکی کو پہلے آب گرم میں سالم رکھکر منجمد اجزا مع روغن کو خوب گرم وحل کر لیا جائے۔ پھر نلکی کو خوب ہلایا جائے تاکہ سب اجزا منحل ہو جائیں۔ پھر پچکاری میں بھر لیا جائے۔

۱	پہلے دن۔	مقدار پچکاری	۱۶ بوند تحت الجلد داخل کی جائے			
۲	تیسرے دن	″	۲۴	″	″	″
۳	پانچویں دن	″	۳۲	″	″	″
۴	ساتویں دن	″	۴۰	″	″	″
۵	نویں دن	″	۴۸	″	″	″
۶	گیارہویں دن	″	۵۶	″	″	″
۷	تیرہویں دن	″	۶۴	″	″	″
۸	پندرہویں دن	″	۷۲	″	″	″
۹	سترہویں دن	″	۸۰	″	″	″

جب ۸۰ بوند کی مقدار پہونچ جاوے تو اسی کو قائم رکھکر ہر تیسرے روز پچکاری دیجائے حتیٰ کہ پورے بیس مرتبہ پچکاری کا عمل ختم ہو جائے۔ جب بیس بار پچکاری ہو جائے تو مریض کو دو ہفتہ تک کوئی پچکاری نہ دیجائے اور آرام کے لئے مہلت دیجائے دو ہفتہ بعد پھر اسی طرح ۱۶ بوند سے شروع کرکے ۸۰ بوند کی خوراک تک پہونچکر دوسرے بیس بار عمل کو دوہرایا جائے اور پھر دو ہفتہ آرام دیا جائے

مریض کی حالت دیکھی جاوے اور حسب ضرورت پھر جاری کیا جاوے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جذام ایک بہت دیرپا مزمن مرض ہے۔ اس لئے علاج مہینوں

برسوں کرنا پڑتا ہے

(وریدی عمل کا بیان آگے آئے گا۔)

(۴۰) **سوآمین**۔ سنکھیا کا ایک عضوی (آرگے نک) مرکب ہے۔ اکثر عضلی پچکاری سے دیا جاتا ہے۔ مگر بعض اوقات تحت الجلد پچکاری بھی دیتے ہیں۔ بروز ویلکم کمپنی کے تیار کردہ قرص مستعمل ہیں۔

مقدار پچکاری۔ ایک سے ۳ گرین (ایک سے ۱۰ رتی) تک آب مطہر میں حل کر کے ہر تیسرے روز پچکاری دیں۔

افعال و استعمال۔ سنکھیا سے مشابہ ہیں

آتشک۔ مزمن موسمی بخار (ملیریا)، "ٹرپنوذومائے سس" (ایک خاص قسم کے حیوانی جراثیم سے پیدا شدہ بیماریاں مثل فیل پا وغیرہ۔) میں مستعمل ہے۔

بعض جلدی امراض اور مرض قلت الدم (انیمیا) میں اور ورم اغشیۂ نخاع و دماغ کے بخاریں، دمہ، سرطان وغیرہ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے

انتباہ کہ زہر قاتل ہے احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے۔

مختصرہ تحت الجلد میں جو ادویہ عموماً زیر استعمال ہیں ان کا مجمل بیان جس قدر ضروری سمجھا گیا۔ اوپر درج کیا گیا ہے۔ ادویہ کے علاوہ دور حاضرہ میں بہتیرے جراثیمی تریاقیات (ویکسین)، مائیت الدم، مصل (سیرم) وغیرہ عمل احتقان کے ذریعے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو درحقیقت ایک جدید اور دلچسپ شعبۂ طب علم الجراثیم" (بیکٹیریالوجی) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مخصوص طریقوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال و ترکیب کشاورزی کے لئے ایک تجربہ کار ماہر فن کی نگرانی نہایت ضروری ہے،

کبھی آئندہ اوراق میں ہم "علم الجراثیم" اور جراثیم کی تریاقات کی نوعیت ساخت واستعمال کے متعلق ضروری بحث پیش کریں گے، انشاء اللہ المستعان

احتقان جلدی میں جو مختلف ادویہ مستعمل ہیں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے

(۱۳) ادویہ کے علاوہ جو جراثیمی تریاقات (ویکسن۔مادۂ تلقیح) اور (۳۲) مصل تریاقی (اینٹی ٹاکسک سیرم) وغیرہ مرکبات جراثیمی مستعمل ہیں۔ اور آج کل بالخصوص نہایت کامیاب طریقہ علاج امراض متعدیہ کے لئے مانے جاتے ہیں۔ ان کا مفصل بیان آگے صیغہ علم الجراثیم میں کیا جاوے گا۔

یہ جراثیمی تریاقات ومرکبات اس قدر کثیر الاستعمال ہیں کہ علم العلاج میں بعض امراض کے لئے یہ ادویہ سے زیادہ موزوں وکامیاب ہیں۔ اور احتقان جلدی کا عمل ان کے لئے بالخصوص مناسب ومخصوص ہو گیا ہے،

اب ہم عمل احتقان کے دوسرے طریقوں کا کچھ بیان آئندہ نمبر میں پیش کرینگے

(باقی آئندہ)

علمی شکوک

کیفیت حدوث انتشار

المسیح ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء میں ہم وعدہ کر چکے ہیں کہ مولوی حکیم سید احمد صاحب سہسوانی کے اعتراضات کا دوسرا حصہ جو "کیفیت حدوث انتشار" کے متعلق ہے اگلی اشاعت میں شائع کریں گے۔ چنانچہ ہم اپنے وعدہ کا ایفا کرتے ہیں۔ مولانا سہسوانی فرماتے ہیں۔

دوسری بحث (کیفیت حدوث انتشار اور توتر قضیب) میں محض خون کو موجب انتشار بتایا گیا ہے۔ اور ایسا اتباعاً للمتاخرین کیا گیا ہے۔ جو محسوسات اور مشاہدات کو مانتے ہیں۔ اور کیفیات وجدان سلیم اور ادراکات طبع مستقیم کے منکر ہیں افسوس ہے کہ مرض فریسموس میں دم کثیر کب موجب انتشار ہوتا ہے۔ اس مرض میں تو مریض بوجہ قلت تولید دم اور ایذای مرض سے ضعیف ونقیہ ہوجاتا ہے وہاں تو سبب نفوذ ریاح بلا شہوت ہوتا ہے جبکہ اغذیہ منفخہ عود وغیرہ سبب انعاظ شاہدہ ہوتے ہیں۔ تو انتشار میں ریح کا انکار اصل میں بدیہات اور مشاہدات سے انکار ہے۔ قال الشیخ النفخ نعم المعین علی الانعاظ۔

محض دم کثیر تو موجب حمرت اور ثقل کا ہوسکتا ہے اور تمدد اور استطالت اور صلابت بغیر نفوذ اور وجود ریح کے ممکن نہیں ہے محض دم کثیر جس عضو میں جمع ہوتا ہے تو حمرت اور ثقل اور دم سوداوی میں خارش۔ چکتے وغیرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

اور تجاویف اور خلل لحم غددی میں مسلمات سے ہے۔ اور ریح اور روح بسبب لطافت غیر محسوسات سے ہیں اور اختلاط اس کا خون سے ممکنات سے ہے۔

ارتعاش اعضاء کا وجود ریاح پر دال ہے۔ پس اسے سبب انتشار ریاح اور روح کو مداخلت تامہ ہے اگرچہ عصبہ قضیب حسب تحقیق آپکے مصرح ہو

المسیح۔ مجھے افسوس ہے کہ مولنا سہسوانی نے جن دلائل سے میرے خیالات کی تردید کی ہے وہ حقیقت میں دلائل نہیں ہیں۔ بلکہ بطور خود وہ دعاوی ہیں جن کے اثبات کے لئے دوسرے دلائل کی ضرورت ہے۔ مثلاً

مولانا سہسوانی کا یہ قول کہ "متاخرین محسوسات اور مشاہدات کو مانتے ہیں اور کیفیات وجدان سلیم اور ادراکات طبع مستقیم کے منکر ہیں" یہ محض ایک بے دعوی دعوی ہے جس کی وقعت کسی منصف دل میں کچھ بھی نہیں ہو سکتی۔ اگر میں یہ تسلیم بھی کرلوں کہ وہ غیر محسوس کیفیات وجدانیہ کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں مشاہدات و مرئیات پر بھروسہ کرتے ہیں تو میں کہونگا کہ اس میں ایک حد تک وہ معذور ہیں۔ مگر یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہم اکثر اوقات مشاہدات و مرئیات سے بھی محض تعصب و ہٹ دھرمی سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہمارے بزرگوں کا مقولہ ہے کہ المشاھدۃ[1] اقوی الدلائل

اس کے بعد مولنا سہسوانی کا یہ قول کہ "افسوس ہے کہ فرسیموس میں دم کثیر کب موجب انتشار ہوتا ہے۔ اس مرض میں تو مریض بوجہ قلت تولید دم۔ اور ایذائی مرض کے ضعیف ونقیہ ہو جاتا ہے۔ وہاں تو سبب مرض نفوذ ریاح بلا شہوت ہوتا ہے

المسیح۔ مرض فرسیموس کو مولنا نے بطور نقض دعوی کے جو پیش کیا ہے

[1] مشاہدہ تمام دلائل و براہین سے زیادہ زبردست ہے۔

اور اس کی کیفیات حدوث جو بتائی ہے . وہ محض متقدمین کے مسلمات کی بناپر ہے
مولٰنا نے یہ غور نہیں فرمایا کہ یہ خود دلیل کا محتاج ہے کہ فرسیموس کا سبب نفوذ ریاح
بلا شہوت ہوتا ہے .

یہ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص متقدمین کے کسی مسلمہ سے انکار کرتا ہے . تو
اس کی تردید میں متقدمین کے مسلمات کا پیش کرنا فعل عبث ہے . اسوقت محض
ایسے دلائل و براہین کی ضرورت ہے جن سے وہ خاموش ہو جائے . جو لوگ کیفیت
حدوث انتشار میں ریاح و روح سے انکار کر کے محض خون کو تسلیم کرتے ہیں وہ فرسیموس
میں بھی ریح و روح کے قائل نہیں ہونگے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب شہوت
کے بغیر فرسیموس کی کیفیت واقع ہوتی ہے . تو متاخرین کے نزدیک اس کی صورت
یہ بتائی جاتی ہے کہ عضلۂ ناصبۃ القضیب میں ایک قسم کا مقامی تشنج ہو جاتا ہے ،
جس کی وجہ سے وریدوں پر دباؤ پڑتا ہے جس سے خون کی واپسی بند ہو جاتی ہے
اور انتشار دوامی کی صورت قائم ہو جاتی ہے . رہا یہ امر کہ " فرسیموس کا مریض
کمزور و نقیہ ہو جاتا ہے . جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انتشار کا سبب خون نہیں ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ انتشار میں خون کے قائل ہیں وہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ
بوقت انتشار تمام بدن میں خون کی کثرت ہوتی ہے بلکہ ان کا منشا یہ ہے کہ انتشار
کے وقت خاص قضیب میں مقامی دوران خون کی زیادتی اور وریدوں کی رکاوٹ
سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے . اس حالت میں اگر بدن کے دوسرے حصوں میں
خون کی بہتات نہ ہو تو کوئی مخل مقصود نہیں . جیسا کہ ورم والتہاب کی صورت میں
آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مقام ورم سرخ . گرم اور خون سے پر ہوتا ہے . اور دوسرے
اعضا بعض اوقات لاغر ہوتے ہیں . کیا آپ کو ملا نفیس کا قول یاد نہیں . جو
انہوں نے " امراض اعضاء تناسل " کے ذیل میں کہا ہے کہ بعض لوگوں کے

تمام اعضاء کمزور ہوتے ہیں اور اعضائے نسل قوی ۔ اور بعض لوگوں کے تمام اعضا قوی ہوتے ہیں ۔ اور اعضائے نسل ضعیف ، اور میں کہتا ہوں کہ اس میں طالنفیس کی رہبری کی کیا ضرورت ہے ۔ خود آپ نے بھی اپنی آنکھوں سے چند ایسے نحیف وضعیف اور لاغر آدمی دیکھے ہوں گے ۔ جو اس میدان خاص میں بڑے بہادر سپاہی اور توانا ہیں ۔

مولنا سہسوانی ۔ جبکہ اغذیہ منفخہ مثل عود وغیرہ سبب انعاظ مشاہدہ ہوتے ہیں تو انتشار میں ریح کا انکار اصل میں بدیہیات اور مشاہدات سے انکار ہے ۔ قَالَ الشَّيْخُ النَّفْخُ نِعْمَ الْمُعِيْنُ عَلَى الْإِنْعَاظِ ۔

المسیح :- میں نے مولنا سہسوانی کے پہلے قول (متاخرین محسوسات اور مشاہدات کو مانتے ہیں ، اور کیفیات وجدان سلیم اور ادراکات طبع مستقیم کے منکر ہیں) سے یہ سمجھا تھا کہ متاخرین مشاہدات اور محسوسات کو مانتے ہیں ۔ مگر اب مولنا کے دوسرے قول سے معلوم ہوا کہ جس طرح وہ کیفیات وجدانیہ کے منکر ہیں اسی طرح وہ مشاہدات ومحسوسات کے بھی منکر ہیں ۔ غرض متاخرین کا وجود سراپا انکار ہی انکار ہے ۔ مولنا کے پہلے قول سے ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ کیفیت انتشار میں ریح کا وجود محسوسات ومشاہدات سے نہیں ہے بلکہ اسکا وجود وجدان سلیم سے ثابت ہوا ہے ۔ مگر اب مولنا اسکو بدیہیات ومشاہدات سے بتاتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قدر جلد جلد مولانا کے اقوال کیوں بدل رہے ہیں اور کیوں اگلا قول پچھلے قول سے مختلف ہو رہا ہے ۔ پھر یہ کس قدر سادگی ہے کہ متاخرین کے مقابلہ میں بطور دلیل کے شیخ بوعلی سینا کے مسلمات پیش کئے جا رہے ہیں یہ کون نہیں سمجھ سکتا کہ جب شیخ کے سارے تصریحات ان کے نزدیک واجب التسلیم ہوتے ۔ تو پھر کیفیت حدوث انتشار میں ان کے نظریہ سے کیونکر علیحدگی اختیار کیجاتی

علاوہ ازیں اگر بالفرض نفخ و ریاح پیدا کرنے والی دوائیں اور غذائیں انتشار کا باعث ہوتی بھی ہیں تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ لازمی طور پر ریاح ہی عضو قضیب میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ متاخرین کے نزدیک انتشار کا دار و مدار اگرچہ مقامی دوران خون کی تیزی اور خاص قسم کی عصبی تحریکات پر ہے جس کی وجہ سے وہاں شریانوں کے ذریعہ خون زیادہ آتا ہے اور وریدوں پر ایسا دباؤ پڑتا ہے جس کی وجہ سے خون کی واپسی اس عضو سے کم ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عضو خون سے پھیل جاتا ہے اور اس میں تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کام اندرونی عصبی تحریک پر منحصر ہے۔ یعنی تا وقتیکہ مرکز اعصاب انہیں اس خاص حرکت کے لئے حکم نہ دیں۔ یہ سب افعال ہرگز پورے نہیں ہو سکتے۔ مثلاً تصور و تخیل اور مساس کے بعد دماغ سے اعصاب کے ذریعے اعضاء تناسل میں ایک خاص قسم کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ جس سے انتشار کی صورت واقع ہوتی ہے۔ اب سنئے کہ جس طرح مساس و تخیل تحریک شہوانی کا محرک ہو سکتا ہے اسی طرح گاہے اندرونی اعضاء کی بعض دوسری چیزیں بھی تحریک شہوت کا باعث ہو سکتی ہیں۔ مثلاً بعض اوقات صرف شرم و حیا کے اعضا کو دیکھنے یا چھونے سے قوت شہوانیہ برانگیختہ ہو جاتی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انہوں نے مثلاً روح یا ریح یا خون پیدا کر دیا۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان سے اعصاب تناسلیہ میں ایک خاص حرکت و اشتعال پیدا ہو گیا۔ اور فعل انتشار کے لئے یہ چیزیں سبب باعث یا ممد ہو گئیں۔ ان کو فاعلیت کا درجہ نہیں ملا۔ اسی طرح بعض اغذیہ باہیہ بدن اور عروق کے اندر یا اعضائے تناسل کے آس پاس کے اعضا میں کچھ اس قسم کے مواد پیدا کرتی ہیں۔ جو اعصاب تناسلیہ میں خاص قسم کی تحریک پیدا کر دیتے ہیں۔ اور انتشار و شہوت کے برانگیختہ کرنے کے باعث ہو جاتے ہیں۔ اس سے یہ ہرگز نہیں لازم آتا کہ ان اغذیہ کے

استعمال سے رگوں کے اندر ریاح پیدا ہوئی اور یہی ریاح محیر العقول طور پر عصابِ قضیب کے مفروضہ جوف میں گھس کر انتشار کا باعث ہوئی۔ بلکہ ان اغذیہ کا فعل تحریک شہوت میں مساس کے فعل سے بہت کچھ مشابہ ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ نابالغ بچوں کو پیشاب کے وقت اکثر انتشار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو محض اسی عصبی تحریک پر منحصر ہے۔

مولنا سہسوانی:۔ محض دم کثیر تو موجب حمرت اور ثقل کا ہو سکتا ہے اور تمدد اور استطالت اور صلابت بغیر نفوذ اور وجود ریح کے ممکن نہیں ہے، محض دم کثیر جس عضو میں جمع ہوتا ہے۔ تو حمرت اور ثقل اور دم سوداوی میں چکتہ وغیرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

المسیح:۔ مولنا یہ بالکل صحیح ہے کہ جس مقام میں خون بکثرت جمع ہو جاتا ہے وہاں سرخی، بوجھ اور گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ اس کلیہ سے صورت مسؤلہ بھی مستثنیٰ نہیں ہو۔ مگر چونکہ یہ شرم وحیا کا مقام ہے۔ اس لئے مکرر بغور مشاہدہ کرنے کی درخواست نہیں کر سکتا۔ ورنہ یہ اچھی طرح عیاں ہو جائے کہ سردی کی وجہ سے حشفہ کا رنگ پھیکا ہوتا ہے۔ ٹھنڈک کی وجہ سے بالکل ٹھنڈا ہوتا ہے۔ مگر انتشار کے ساتھ ہی حشفہ کی رنگت سرخی وچمک سے بدل جاتا ہے۔ اسکی برودت حرارت سے تبدیل ہو جاتی ہے اور پہلے سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ ثقل پیدا ہو جاتا ہے۔ ان تمام واقعات کو دیکھتے ہوے مولنا کا انکار مجھے اس یقین تک پہونچا دیتا ہے کہ ہم علم وحقیقت کی تلاش میں اس قدر کوتہ اندیش ہیں کہ تعصب کی آڑ ہمیں واقعات وحقائق کے دیکھنے سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ اور نام نہاد کیفیات وجدانیہ کو زبردستی ٹٹی کا آڑ بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ سرخی زیادہ تر حشفہ میں نظر آتی ہے

کیونکہ اس کے اوپر دوسری قسم کی جلد ہے۔ قضیب کے باقی حصہ پر جو جلد ہے۔ وہ بمقابلہ بدن کے دوسرے حصوں کے سیاہ ہوتی ہے جس سے سرخی وہاں نمایاں طور پر نظر نہیں آتی۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جسم قضیب میں بمقابلہ حالت استرخا کے ثقل بھی زیادہ نہیں ہوتا۔ اور حرارت بھی نہیں بڑھتی۔ میں عجیب کشمکش میں ہوں کہ مولنا کو یہ نازک مسئلہ کس طرح سمجھاؤں اور کون سی ترازو اور ماپ اور مقیاس الحرارت استعمال کروں کہ یہ باریک مسئلہ حل ہو جائے۔

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سرخی زیادہ تر حشفہ میں نظر آتی ہے۔ اور جسم قضیب کے باقی حصہ میں یہ سرخی اس وجہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے کہ خون کا اجتماع براہ راست جلد میں نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جلد کے نیچے ایک اور سخت غلاف ہے۔ خون اس غلاف کے نیچے جمع ہوتا ہے۔ اس لئے جلد میں اس کا کم نمودار ہونا ظاہر ہے

اس کے بعد مولنا کا یہ کہنا کہ "تمدد اور استطالت اور صلابت بغیر نفوذ اور وجود ریح کے ممکن نہیں ہے"، باوجود محتاج دلیل ہونے کے عجب حیرت افزا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولنا کے ذہن میں ریح کا قوام کیا ہے کہ ریح سے تو صلابت (سختی) پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر خون سے نہیں۔ حالانکہ ذیل کے قول میں خود مولنا نے اعتراف کیا ہے کہ ریح غایت لطافت کے باعث نظر نہیں آسکتی۔ پھر یہ منطق سمجھ میں نہیں آتی کہ خون جیسے کثیف جسم سے جوف قضیب میں استطالت و تمدد اور صلابت نہیں آسکتی۔ مگر ریح جیسے لطیف جسم کے نفوذ سے صلابت تک پیدا ہو سکتی ہے۔

یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ ادنیٰ سمجھ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر اصل یہ ہے کہ کسی چیز کی غیر معمولی محبت و عقیدت (خواہ وہ صداقت سے کوسوں دور ہو) حق و صداقت کے لئے آڑ بنجاتی ہے۔

مولانا سہسوانی :۔ اور تجاویف و خلل لحم غدودی میں مسلمات سے ہے۔ اور روح اور ریح بسبب لطافت غیر محسوسات سے ہیں اور اختلاط اس کا خون سے ممکنات سے ہے"

المسیح :۔ مولانا کے اس زرین قول سے ہمیں چند نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں جنکو ہم شکریہ کے بغیر ہرگز ذکر نہیں کریں گے۔

(۱) جہاں تک مجھے معلوم ہے ہمارے متقدمین نے جسم قضیب کو لحم غددی (گلٹی) سے مرکب نہیں بتایا ہے اور نہ متاخرین اس کی تائید کرتے ہیں۔ مگر شکر ہے کہ اس جدید تشریحی انکشافات کا سہرا ہمارے فاضل سہسوانی کے سر رہا۔ قدمانے صرف اعصاب قضیب کو مجوف بتایا ہے جس کے متعلق ہم نے المسیح میں اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔ اور اس کے وجود سے انکار کیا تھا۔ اس پر مولانا کی قدما پرستی جوش میں آئی اور اس جوش حمایت میں المسیح کے خلاف ایسی آواز بلند فرمائی اور ایسی زبردست اور کاری ضرب لگائی کہ المسیح کے ساتھ قدما کا پایۂ تحقیق بھی کٹ کر الگ ہوگیا،

(۲) روح و ریح بسبب لطافت کے غیر محسوسات سے ہیں" مگر باوجود غیر محسوس ہونے کے وجدان سلیم سے اس کا وجود ثابت ہوا ہے اور باوجود اس قدر لطیف ہونے کے قضیب میں سختی پیدا کر سکتی ہے۔ جو خون سے بھی غیر ممکن ہے (یہ کس قدر مدلل قول ہے)

(۳) اور اختلاط اس کا ریح و روح کا خون سے ممکنات سے ہے۔

ارباب منطق و فلسفہ نے اب تک جو ہمیں بتایا ہے اسکا لب لباب یہ ہے کہ جو شے ممکن ہے اس کے لئے جس طرح عدم ضروری نہیں ہے اسی طرح اس کے لئے وجود ضروری نہیں ہے۔ غرض اگر کوئی شے ممکن ہے تو یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ اسکا وجود بھی ضروری تسلیم کر لیا جائے۔ اور اسکا وجود محقق ہو جائے

مولانا سہسوانی :۔ ارتعاش اعضا کا وجود ریاح پر دال ہے پس لا دیب

انتشار میں ریح اور روح کو مداخلت تامہ ہے۔ اگرچہ عصبہ قضیب حسب تحقیق آپکے مصمت ہو۔
المسیح۔ مولٹنا سہسوانی کے دلچسپ اقوال کا یہ آخری حصہ ہے۔ اور اب مجھے افسوس
ہے کہ بہت جلد ان کا یہ دلچسپ سلسلہ ختم ہونے والا ہے، ع رفتے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
مجھے مولٹنا کے ان اقوال کی ترتیب اور ان کی باہمی نسبت میں سخت خلجان ہے"
ارتعاش اعضا کا وجود، ریاح پر دال ہے۔ پس لابد سبب انتشار قضیب میں ریح و روح
کو مداخلت تامہ ہے" میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کونسی منطق ہے اور ان دونوں قضایا میں کونسا
تلازم و تعلق ہے۔ اگر اعضا میں ارتعاش ہوتا ہے اور وہ ریح کے وجود پر دلالت کرتا ہے
تو اسکو انتشار قضیب سے کیا تعلق۔ کیا انتشار قضیب بھی ارتعاش اعضا کی طرح کوئی
ہم جنس مرض ہے۔

میرے خیال میں ان جملوں کی ترتیب ذیل کے دلچسپ منطقی قضایا سے مماثل ہے،
دلچسپ فقرہ:۔ پاؤں کا لنگڑانا، گھٹنے کے چوٹ پر دال ہے۔ پس لابد سبب نابینائی
میں گھٹنے کی چوٹ کو مداخلت تامہ ہے۔ اسی منطقی فقرہ سے دوسرا مختصر جملہ اس طرح بنایا گیا ہے
"مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ"

مولٹنا! متاخرین اس امر کو بلا دلیل کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں کہ ارتعاش اعضا ریاح ہی
سے ہوتا ہے، وہ تو اعضا کے ارتعاش کو ایک بے قاعدہ عصبی تحریک سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے
کہ ارتعاش محض عصبی اعضا میں ہوتا ہے۔ جہاں عضلی ریشے پائے جاتے ہوں۔ خواہ
یہ عضلات ارادیہ ہوں۔ یا غیر ارادیہ۔ اور اگر بالفرض اعضا میں ارتعاش ہو بھی تو
آپ کس طرح اعصاب قضیب کے ٹھوس ہونے کے باوجود انتشار کی صورت میں
ریاح کو اعصاب میں داخل کر سکیں گے

معاف فرمائیے۔ اب سنگریزے آپ کی عنایت سے ختم ہو چکے۔ آپ اپنی
موتی اور زیادہ بکھیریں۔ "مدیر"

طبیہ کالج دہلی

جلسہ مذاکرۂ طبیہ

عالیجناب حکیم سید محمد یوسف صاحب نیرؔ جب دہلی تشریف لائے تو طلبائے طبیہ کالج نے مذاکرہ طبیہ کا ایک اتفاقی جلسہ منعقد کیا۔ اور غایت شوق و تمنا کے ساتھ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک روز تھوڑا سا وقت نکالکر آرزومند طلبا کی درخواست پوری کریں اور انہیں شرف خطاب بخشیں۔ چنانچہ اس جلسہ کی کارروائی اس طرح شروع ہوئی کہ سب سے پہلے جناب حکیم محمد کبیر الدین صاحب اڈیٹر المسیح نے طلبا سے حکیم صاحب کا مفصل تعارف کرایا جس کے خصوصی امور یہ تھے کہ۔

"فاضل محترم جناب حکیم سید محمد یوسف صاحب نیرؔ مقام اورنگ آباد سادات ضلع بلند شہر کے اصلی متوطن ہیں۔ اور اب عرصہ دراز سے ضلع بیڑ علاقہ حیدرآباد دکن میں مقیم ہیں۔ آپ مدرسہ طبیہ دہلی کے فیض یافتہ اور اس کے دور اول سے تعلق رکھتے ہیں۔ حکیم صاحب فارسی کے بڑے شاعر علم طب کے ماہر طبیعت کے فیاض۔ تکلف سے خالی۔ ہمیشہ خوش رہنے والے اور دوسروں کو خوش رکھنے والے ہیں۔ اور سب سے زیادہ عجیب حیرت افزا اور قابل قدر یہ وصف ہے کہ آپ باوجود کبر سن اور قدامت کے خیالات میں نہایت درجہ آزاد اور روشن ہیں۔ جن جدید خیالات کی تبلیغ و نشر ہم اسوقت کر رہے ہیں عرصہ دراز ہوا کہ آپ نے تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ طبی دنیا میں کھلی چٹھی کے نام سے ان کی اشاعت کی اور اس بارے میں کسی لومۃ لائم کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کی۔ آپ باوجود فاضل و ادیب فارسی ہونے کے نسخے ہمیشہ اردو میں لکھا کرتے ہیں

اور لسے اچھا کہتے ہیں۔ جس کی ہم بھی دل سے تائید کرتے ہیں۔ آپ
ہندوستان کے بڑے بڑے علما و فضلا مثلاً مولانا شبلی نعمانی۔ مولانا
عبدالحلیم شرر وغیرہ کے جلیس و انیس اور بے تکلف دوست رہ چکے ہیں
حیدرآباد دکن میں بڑے بڑے عمائد سلطنت آپ کی عزت و توقیر کرتے
ہیں۔ یہ ہملوگوں کی انتہائی خوش نصیبی ہے کہ ایسے بزرگ آپ کو شرف
خطاب بخشتے ہیں۔ اور اپنے پاکیزہ اور روشن خیالات سے
مستفید کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے طلبا کے ساتھ خلوص و محبت کا اظہار
کرنے کے بعد ایک دلچسپ تقریر فرمائی جسکا ایک حصہ ہم یہاں درج کرنا ضروری
سمجھتے ہیں،

مجھے ایک بہت ضروری بات جو کہنی ہے وہ یہ ہے کہ دورطالب علمی میں
طلبا کو سب سے زیادہ خواہش "مجربات" حاصل کرنے کی ہوتی ہے،
اس بارے میں میرا مشورہ یہ ہے کہ یہ ایک جنون ہے جس سے سوائے
تضیع اوقات کے کچھ حاصل نہیں۔ اس سے آپ لوگوں کو سخت گریز کرنا
چاہیے۔ میں آپ کو اپنے علم اور تجربہ کے بعد یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر
آپ نے محنت و شوق سے علم حاصل کیا۔ اور قوت تشخیص پیدا کرلی تو
اگر آپ مرض سمجھکر خاک بھی دیں گے تو وہ اکسیر کا کام کرے گی۔ اور اگر آپ
میں قوت تشخیص حاصل نہیں ہے تو آپ مجرب سے مجرب اور اکسیر بھی
دیں گے تو وہ خاک سے زیادہ کام نہ کرسکے گی۔ میں آپ کو سمجھانا چاہتا
ہوں کہ لفظ مجرب کی ہمارے دل میں ذرہ برابر بھی وقعت نہیں ہے
ہم خاندانی بیاضوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم سب سے بڑی

چیز قوت تشخیص کو سمجھتے ہیں۔ آپ خود بھی غور کریں کہ جب انسانی امزجہ مختلف۔ عمریں مختلف۔ فصول و ممالک مختلف۔ بچوں کا مزاج جوانوں سے الگ اور جوانوں کا بوڑھوں سے۔ تو کوئی نسخہ ان تمام امزجہ مختلفہ اور حالات مختلفہ میں یکساں طور پر کیونکر اعجاز نما اثر کر سکتا ہے۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر مجرب کی حقیقت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے اور کوئی نسخہ مجرب کہلانے کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ اور اگر واقعی کوئی نسخہ ایسا اعجاز دکھلا سکتا ہے تو پھر ہمیں اس قدر وقت اور محنت علوم طب کے حاصل کرنے اور اسباب و ماہیت امراض کے جاننے میں صرف کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور قدماء نے کیوں کتب میں مختلف اسباب و امزجہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر مجرب کا وجود محقق ہو تو قدماء کی یہ سب باتیں لغو و بے معنے ثابت ہوں اس لیے میں آپ کو ضرور یہ مشورہ دونگا کہ آپ اپنی تمام قوت علم طب کے دیگر شعب میں صرف کریں اور اس موہوم و بے اصل آرزو میں اپنے قیمتی اوقات کا کوئی حصہ ہرگز ضائع نہ کریں"

معتمد مذاکرہ طبیہ دہلی

المسیح میں کبھی یہ اعلان کیا گیا تھا کہ منجملہ بارہ پرچوں کے سال بھر کے لئے المسیح کے دو پرچے طبیہ کالج دہلی کے ان دو طلبا کے نام جاری کئے جائیں۔ جو تشریح و منافع الاعضاء میں اول درجہ پر کامیاب ہوں۔ چنانچہ سال گذشتہ کے امتحان جماعت دوم میں فضل رحیم صاحب۔ تشریح میں اور شیر محمد صاحب منافع الاعضاء میں اول آئے۔ جن کے نام المسیح سال بھر کے لئے جاری کر دیا گیا۔

مدیر

جمعیت طلبائے قدیم طبیہ کالج دہلی

(از جناب حکیم محمد یوسف صاحب نیر ضلع بیڑ علاقہ حیدرآباد دکن)

باز گو از نجد واز یاران نجد تا در و دیوار را آری بوجد

پیارے دوستو! ان اللہ معکم اینما کنتم۔ برسوں کے بعد میں طبیہ کالج کے آستانہ پرفیض کی زیارت کی اور خاص خاص برکات کے موتیوں سے دامن تمنا کو مالامال کرنے کا شرف حاصل کیا مگر اس لذیذ ترین حکایت کے دہرانیکو ایک طویل الذیل بیان کی ضرورت ہے

یہی کالج ایک زمانہ میں مدرسہ طبیہ کے نام سے موسوم تھا خداتعالی کا شکر ہے کہ یہ پودا پھلا پھولا اور پروان چڑھا۔ اور اگرچہ اس کے ثمرات سے ملک پورے طور پر شیریں کام نہیں ہوا تاہم کہا جا سکتا ہے اور پُر اعتماد یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک دن تناور درخت ہوگا اور ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" دنیار طب میں ضرور ایک نمایاں جگہ لے گا

مثل مشہور ہے "الفضل للمتقدم" والسابقون الاولون، جو میری ناچیز استدعا کا مطمح نظر ہیں، ان میں سے اگر کوئی صاحب طبیہ کالج میں تشریف لائیں تو ضرور اپنی نقاد نگاہ اور نکتہ رس تجربہ سے اپنے اپنے عہد کے حالات کا توازن اور موجودہ واقعات پر موشگافیاں فرمائیں اور بہ تعمق نگاہ غور کریں کہ علی سبیل الارتقار مدرسہ طبیہ نے کالج کی صورت میں آکر نشو و نما کے اسرار سربستہ کی گتھیاں کہانتک سلجھائی ہیں، اور کیا اب تک اسکی تعلیم، تربیت، مطب اور ہر قسم کی بضاعت مزجاۃ کوتاہ نظری کے تیروں کا آماجگاہ ہے،

اس بارہ خاص میں جو میری رائے ہے میں اس مختصر وقت میں اس کے

محفوظ رہا ہے کہنے پر مجبور رہوں۔ والعذر عند کرام الناس مقبول۔ اور اپنا عندیہ ظاہر کرنے سے پہلے اپنے فاضل دوستوں کی جناب میں یہ سوال پیش کرتا ہوں کہ لاریب آپ صاحبوں کو افضلیت کا مرتبہ حاصل ہے۔ آپ صاحب ہی مدرسہ طبیہ کی روح رواں ہیں اور طبیہ کالج کی نگاہیں اب آپ ہی سب کے مساعی جمیلہ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ خوش آئیند مستقبل جو ہماری امیدوں کا زاویۂ خیال بن سکتا ہے اس کے گل سرسبد آپ ہی میں سے بن سکتے ہیں۔ تو کیا آپ نے بھی کبھی پلٹ کر ادہر دیکھا اور جانے کے بعد بھول کر بھی اس طرف نگاہ کی؟

میں کہتا ہوں اور بغیر مداہنت کے بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ اگر مدرسہ طبیہ اور طبیہ کالج نے ہماری کوئی دستگیری بھی کی ہو۔ طوطے کی طرح رٹا کر معلومات کے دروازے ہم پر کبھی نہ کھولے ہوں۔ اور مجرب نسخوں کے سفینہ کو گرداب گمنامی میں رکھا ہو تب بھی اس کی نسبت ہمارا کوئی شکوہ کیا وقیع ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور کیا ہم ایسے شکوہ کا حق رکھتے ہیں! ہرگز نہیں!

دوستو! معاف رکھئے گا۔ اس قسم کے شکوے" ہماری ذاتی کمزوریاں، ہماری خود اپنی ذات پر بے اعتمادیاں، اور دوسروں کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنے کی خیال آرائیاں" ہانے جائیں گے۔ اور حریف کہیں گے کہ مڈیکل کالجوں سے ہزاروں طلبا نکلتے ہیں اور میدان معیشت میں آئے دن مسابقت کرتے ہیں مگر مردہ فن والوں کا تماشا دیکھو وہی ہڈیاں چچوڑنا چاہتے ہیں،

میرے عزیز دوستو! اس دور کشمکش کی گرم روی میں ہم کو اپنے اعتماد کا عالم آشنا مینار متفقہ کوششوں سے قائم کرنا چاہیے۔ اور اس کا سنگ بنیاد بھی طبیہ کالج کی صدائے بازگشت کے حدود پر نصب کیا جانا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے ہم آہنگ ہم نوائی میں ہمارا ساتھ دیں۔ اور ہمارے ترانے دنیا کے لئے دلکش نہیں اور ہمارے

اعتماد کی داستانیں دلچسپی سے فردوس گوش ہو سکیں مگر اس کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اولاً ایک مرکز اخوت قائم کر لیں۔ جو ملک میں ہمارا آرگن ہو۔ اسی کے ذریعے سے ہم اپنے اتفاق کی ہستی کو مضبوط بنائیں۔ اور اس حصن حصین میں اپنی تمام مشکلات فن کے عقدوں کو سلجھائے اور معیشت کے معموں کو حل کرنے میں ایک دوسرے سے ہمدردانہ اشتراک پیدا کر سکیں۔ اور بالفعل اس کی یہ صورت ہو کہ المسیح کے ذریعہ سے ہمارے ان سب بھائیوں میں سلسلہ تعارف پیدا ہو جائے جو طبیہ درسگاہ سے وقتاً فوقتاً جدا ہو چکے ہیں اور المسیح اس شیرازہ منتشر کے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کا طاقتور اور پر اعجاز ہاتھ بن سکے۔

اس تحریک میں روپیہ کا سوال ضرور پیش آئے گا۔ کیا ہم کو اپنے دوستوں سے یہ توقع رکھنی چاہیے کہ "گر زر طلبی سخن درین ست" میں اپنے دوستوں کو "جو طب جیسے فیاضانہ فن کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہوں ہرگز ایسا تنگ ظرف اور تنگ حوصلہ باور نہیں کر سکتا اور اس مقدس تحریک اتفاق کے معاوضہ میں جو سالانہ دو روپیہ معمولی کاروبار چلانے اور بذریعہ مراسلات حالات دریافت کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں، یہ قیاس غلط ہو گا کہ حقیر رقم کو وہ کچھ مال سمجھیں اور مضائقہ نیست کا سوال پیش آنے دیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ دو روپے سالانہ جو ۳ ماہانہ سے بھی کم ہیں ہمارے اطبا سند یافتہ یا جو اصحاب استفادہ فرما چکے ہیں۔ ادا فرمانے میں ذرا بھی تأمل فرمائیں گے، کیونکہ وہ کم از کم ممالک متمدنہ کے مزدوری پیشہ لوگوں کی حالت پر ہی قیاس فرمائیں گے کہ باوجود شدید محنت کے علمی شغف، علمی اخوت اور علمی شوق ان کا نصب العین اور بسا اوقات مشکل کشا اور حاجت روا بن جاتا ہے۔

پیارے دوستو! ہم میں ایک فخر احبا اور خلاصۃ الاخلا ایک ہونہار شخص ہے جسکو میں کہہ سکتا ہوں "بہ عمر کہتر و از روئے رتبہ بہتر من" ان کا نام نامی مولوی

حکیم کبیر الدین صاحب ہے۔ اور وہی المسیح کے مدیر ہیں۔ ہم بچھڑے ہوؤں کے ملانیکا بیڑا بھی انہوں نے ہی اٹھایا ہے۔ اور جمعیت الطلبار نے انہی کو بحیثیت سیکرٹری انتخاب کیا ہے۔ اس لئے بطور فال ہمایوں میں اس رسم تقدیس میں ہاتھ بڑھا کر شریک ہوتا ہوں اور احباب کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ اپنے فن کو بام ترقی تک پہنچانے اور ملک میں اپنا اعتماد اور وقار بڑھانے کے لئے ایک متفقہ صدا بلند کرنے کا آلہ پیدا کریں اور وہ آلہ جب ایجاد ہوگا جب کہ ہم تعارف اور یکرنگی کے منظر پر آجائیں گے اور اس کا شاہراہ وہی ہے جسکی طرف رہنمائی کیجا چکی ہے،

دوستو! میں محترم دوست مولوی حکیم کبیر الدین کے ساتھ باوجودیکہ ہر ساز میں ہم آہنگ نہیں ہوں لیکن میرا ان کا اختلاف صلح و آشتی کا آئینہ دار ہے میں اپنا فرض یا میرے اور ان کے مابین جو پر خلوص رشتہ وداد ہے اس کا منشا یہ نہیں پاتا کہ گویا ان کے المسیح کے آگے اصطباغ کا ہاتھ بڑھا دیا ہے، اور میں اندھا دھند آنکھ بچوا اور زنجیر محبت میں کشاں کشاں کوہ ندا کا معمائے حل طلب بنا ہوا ہوں

میرے پیارے دوستو! ارباب فن میں اختلاف ہونا چاہئے۔ مگر اس کی بنیاد پوری نیک نیتی حقیقی انصاف اور بے لوث و بے تعصبی پر ہو۔ جو صادق جذبات اور ولولوں کو زندہ رکھنے والی ہے۔ میں اپنے لائق احباب سے یہی توقع رکھونگا کہ اگر آپ ہمارے محترم دوست کے نغمات سے ہمنوائی نہ بھی فرمائیں تو مضائقہ نہیں مگر ہر اختلاف کا راز اتفاق کی ڈائری میں درج ہونا چاہئے اور ہر صاحب کو اپنے روزگار کے دہندوں میں تھوڑا سا علمی کام بھی ضرور رکھنا چاہئے۔

اس کے بعد میں صاف الفاظ میں اپنا ناچیز عندیہ ظاہر کرکے رخصت ہوتا ہوں کہ ہم اگر فن طب کی عظمت برقرار رکھنے اور اس سے جائز فائدہ حاصل کرنیکا سودا دماغ میں رکھتے ہیں تو ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم ایک مرکز اپنے لئے تجویز کریں اور اسی کو جادۂ منزل

بنائیں۔ طبیہ کالج کو اگر اعتقاد من بس است کا مرتبہ بھی دیا جائے اور ہمارے طلبائے قدیم اس شاہراہ پر آنے کا عزم بالجزم فرمالیں تو دائرہ امکان کی وسعت اس بازیگاہ میں ہمارے لئے بھی مسابقت کا موقع رکھتی ہیں۔ مگر ہمارے عزم میں ثبات اور استقلال اور اتفاق کا زاد سفر ہونا چاہیئے۔ اور ہم کو خودداری اور خود اعتمادی کی شمع روشن کرکے ظلمات غفلت کے خارزار سے گذر جانا چاہیے،

دیباچہ اسرار نہانی مائیم ۔۔۔ درخورد جواب لن ترانی مائیم
جولانگاہ ما خط وجود و عدم ست ۔۔۔ بازیچہ مرگ و زندگانی مائیم

تقریظ و انتقاد

مطبوعات جدیدہ

خزینۃ الاطبا معروف بہ اسرار صمدری۔ مرتبہ حکیم مولوی علم الدین صاحب بھاگوالیہ اڈیٹر رسالہ المعالج۔ امرتسر۔ اس کتاب میں ہندوستان کے تقریباً دوسو اطبا کے مجربات اور بتائے ہوئے نسخہ جات ہیں اور اکثر اطبا کی زندگی کا مختصر تذکرہ بھی ہے اس کتاب کو دیکھکر مرحوم جناب حکیم فیروز الدین صاحب لاہوری کی کتاب "رموز الاطبا" یاد آتی ہے اس طرز کی کتاب سب سے پہلے جو میری نظر سے گذری ہے وہ یہی "رموز الاطبا" ہے اس لئے اگر میں یہ کہوں کہ خزینۃ الاطبا بھی دراصل اسی بدعت حسنہ کی دوسری صورت ہے۔ تو مجھے غالباً معذور سمجھا جائیگا۔

دیسی طبوں کی اس وقت جو کس مپرسی کی حالت ہے اسے دیکھتے ہوئے ہر وہ دل قابل قدر ہے جس میں اس بیکس طب کی خدمت کا درد ہے۔ اس لحاظ سے میں جناب حکیم علم الدین صاحب کو قابل مبارکباد سمجھتا ہوں کہ انکی یہ خدمت پایہ تکمیل تک پہنچی اور ۸۰۰ صفحات کی کتاب چھپکر تیار ہوگئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں حکیم صاحب موصوف

سے یہ عرض کرنے کی جرأت کرونگا کہ ہماری طب اشاعت نسخہ جات کی اس قدر محتاج نہیں ہے۔ جس قدر کہ عام معلومات تشخیصی کے بڑھانے کی محتاج ہے اس لیے میں یہ درخواست کرونگا کہ اب وہ طب کے دوسرے شعبوں کو فنی خدمت کا میدان بنائیں ؃

کاغذ سفید ہے لکھائی چھپائی صاف ہے۔ مگر شاید عجلت کی وجہ سے تصحیح میں کوتاہی رہ گئی ہے جلد نہایت خوبصورت ہے قیمت بلا جلد چار روپے مجلد للعہ

پتہ۔ حکیم صاحب موصوف الصدر سے طلب کریں۔

حکیم اینڈ ویدیان - یہ ایک ماہوار انگریزی طبی رسالہ ہے۔ جو زیر ادارت جناب حکیم عبد السلام صاحب مدراس سے شائع ہوتا ہے جہاں تک میرا علم ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ہماری طب کا یہ پہلا رسالہ ہے جو انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ میں جناب حکیم صاحب موصوف کو مستحق تحسین و مبارکباد سمجھتا ہوں، اور ان کی ہمت عزم کی داد دیتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ حکیم صاحب موصوف کے سینے میں ایک پاکیزہ دل ہے جس میں ملک اور فن کا درد بھرا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے ہم حکیم صاحب موصوف کی جس قدر عزت کریں بجا ہے۔ رسالہ میں علاوہ دلچسپ طبی مقالات کے طب قدیم وجدید کے اختلافی مسائل کے درمیان مقابلہ بھی کیا جاتا ہے۔ حفظ صحت کے مضامین اور چیدہ نسخہ جات بھی شائع ہوتے ہیں۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ اس رسالہ کو ملک میں پھلتا پھولتا دیکھیں اور صاحب مدیر کے نیک ارادے کامیاب ہوں شرح چندہ عہ چھپائی صاف کاغذ عمدہ سفید۔ پتہ۔ حکیم عبد السلام صاحب اڈیٹر حکیم اینڈ ویدیان نمبر ۱۲ - اپومستری اسٹریٹ - جارج ٹاؤن - مدراس،

مرواریدہ - یہ ایک طبی رسالہ ہے۔ جو زیر ادارت جناب حکیم جلال الدین صاحب شفا۔ عمدۃ الحکماء میدان اشاعت میں ابھی جولاں ہوا ہے، اس وقت میرے پاس

اس کی پہلی جلد کا پہلا پرچہ ہے۔ جس میں سب سے اول "ممیرہ" کے بے حقیقت ہونے پر ایک مضمون ہے اس میں تمام اشتہاریوں کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ صاحب مضمون نے مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ ممیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر کسی چیز کا وجود ہے تو وہ ممیران چینی ہے۔ اس کے بعد ایک مضمون "بوستانی" پر اور دوسرا مضمون "معالجات سایہ وسحر" کے عنوان سے ہے مجھے حیرت ہے کہ اس سرخی کے نیچے "گذشتہ سے پیوستہ" لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ سرورق کہتا ہے کہ یہ پہلی جلد اور پہلا پرچہ ہے۔ اس کے بعد مجربات وغیرہ ہیں۔ اگرچہ اس کا سرورق سنہری اور دیدہ زیب ہے مگر افسوس ہے کہ اسکی اندرونی حالت ہماری زبان کو تعریف وتوصیف کیلئے متحرک کرنے سے مجبور ہے۔ کتابت وچھپائی صاف اور جاذب قلوب نہیں ہے جس کی بابت ہم درخواست کرتے ہیں۔ سالانہ چندہ دو روپیہ

پتہ حکیم جلال الدین صاحب عمدۃ الحکما اڈیٹر رسالہ مروارید بٹالہ ضلع گورداسپور

ضرورت۔ پٹنہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر میں مندرجہ ذیل تنخواہ پر طبیب وئید۔ ویدک دواساز۔ یونانی دواساز کی ضرورت ہے (۱) وید۔ تنخواہ ۳۰ روپے ماہوار دو روپیہ سالانہ ترقی ۴۰ تک (۲) ایک حکیم۔ تنخواہ ۳۰ روپے ماہوار۔ دو روپے سالانہ ترقی ۴۰ تک (۳) ایک ویدک دواساز۔ تنخواہ ۱۵ روپے ماہوار۔ ایک روپیہ سالانہ ترقی۔ ۲۰ تک (۴) ایک یونانی عطار۔ تنخواہ ۱۵ روپے ماہوار ایک روپیہ سالانہ ترقی ۲۰ تک۔

معیار قابلیت۔ وید کیلئے یہ ہے کہ اس نے امتحان مادھیم پاس کیا یا اس کے مساوی کوئی دوسرا امتحان پاس کیا ہو اور حکیم کیلئے یہ ہے کہ اس نے طبیہ کالج دہلی یا لکھنؤ کا امتحان پاس ہو یا اس کے مساوی قابلیت رکھتا ہو، ویدک عطار کیلئے معیار یہ ہے کہ اس نے امتحان پراتھم پاس کیا یا اس کے مساوی دوسرا امتحان پاس کیا ہو اور ویدوں کی وہ جماعت اسکی تصدیق کرے جو ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے عطار یونانی عطاری کی کافی معلومات رکھتا ہو اور بورڈ کی طبی جماعت اسکی تصدیق کرے۔ درخواستیں ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء تک چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ پٹنہ کے نام آنی چاہئیں درخواست گذار صوبہ بہار کا باشندہ یا وہاں کا مقیم ہو۔ (دستخط) رلم داس رائے بہادر چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ پٹنہ

اچوبہ

(۸۷) آپ مریض کے مفصل حالات سے مطلع کریں انشاء اللہ چالیس روز سے پہلے ہی صحت ہوگی کسی معاوضہ کی ضرورت نہیں مریض کے تندرست ہوجانے پر آپ خود میری طرف سے اس رقم کو محتاجوں پر تقسیم فرمادیجیگا، بہتر تو یہ ہو کہ یہ رقم المسیح پر قربان کردیجائے یعنی ان نادار مگر شوقین حضرات کے نام المسیح جاری کرادیا جائے جو اس کے خریدنے کی قدرت نہیں رکھتے،

(حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر طبیب شفاخانہ سلوانی گورنمنٹ بھوپال

(۸۸) آپ یہ نسخہ بناکر اپنے مریضوں پر استعمال فرمائیے۔ جلد آرام ہوگا،، سنبل الطیب اکلیل الملک ہر ایک ۶ ماشہ سورنجان تلخ قسط تلخ۔ زنجبیل جاوتری جائفل ہر ایک تین ماشہ (سبکو پیکر خوب باریک کرلیا جائے) آب برگ دھتورہ سبز۔ آب برگ تمبا کو سبز۔ آب برگ حنا سبز۔ آب برگ سنبھالو ہر ایک ۵ تولہ روغن کنجد پندرہ تولہ میں تمام اشیا کو جلاکر صاف کرکے موم زرد ۳ تولہ ملاکر رکھ لیا جائے وقت ضرورت مقام درد پر ملکر گرم روئی باندہ دیجائے (سید علی کوثر چاندپوری)

(۸۹) اس قسم کے مریضوں کے لئے صحت کامل کا دوبارہ حاصل کرنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے میری خیال میں بہتر ہو کہ بجائے ادویہ کی بھرمار کرنے کے خورد نوش میں احتیاط و پرہیز سے کام لیں خفیف اور زود ہضم غذا کھائیں جو مقدار میں صرف اس قدر ہو کہ معدہ میں بالکل ثقل محسوس نہ ہو اور کھانیکے بعد جوارش جالینوس بقدر ۳ ماشہ کھالیا کریں ثقیل و بادی اشیاء مثلاً تیل اور گھی میں پکی ہوئی چیزیں (پوری کچوری وغیرہ) دال ماش اروی اور ترشی کھانے سے قطعی اجتناب کریں صبح و شام ایک دو میل حسب طاقت پیدل ہوا خوری کیا کریں۔ ان تدابیر سے معدہ اور جگر کی بہتری کی امید ہو۔ جب معدہ اور جگر کی حالت بہتر ہو جائے تو سوزاک اور دیگر امراض مخصوصہ کے علاج کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، (محمد عبدالواحد)

(۹۰) تھوڑے سے انتظار کی زحمت گوارا فرمائیے اس عنوان پر ایک بسیط مضمون لکھکر درج ،،المسیح کرادیا جائیگا،، [لہ] (کوثر چاندپوری

[لہ] اس سوال کے جواب کے لئے جوابات کا صفحہ ناکافی ہو۔ امید ہے کہ جناب کوثر نے جدت طراز قلم سے زیر مفصل

اسئلہ

(۱) دہامنی بوٹی پتھری نہواڑ اور کپتی بوٹی کا اردو فارسی نام اور ان کی ماہیت کسی صاحب کو معلوم ہو تو درج المسیح فرماویں۔ حکیم چھجو سنگھ

(۲) "عوسج" کیا چیز ہے؟ اور اس کا مشہور نام کیا ہے؟ اور اس کی ماہیت، مقام پیدائش اور افعال وخواص کیا ہیں؟ عنایت اللہ خریدار نمبر ۷۴

(۳) ایک مریض عمر ۵۰ سال پندرہ سولہ برس سے مرض ذیل میں مبتلا ہے۔ دو تین سال قبل برس میں ایک بار دورہ ہوتا تھا لیکن اب سال میں تین تین چار چار ماہ کے وقفہ سے دورہ ہوتا ہے لیکن یہ دورے شدید نہیں ہوتے۔ مرض کی کیفیت یہ ہے کہ شکم میں ناگہاں درد ہوتا ہے جو کہ تمام شکم میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور سینہ کی طرف بھی منتقل ہوتا ہے، درد کی ابتدا اور درمیان میں ابکائی بہت آتی ہیں، ریاح بند ہو جاتی ہے قبض ہو جاتا ہے اکثر قے بھی ہوتی ہے قشعریرہ ہو کر بخار آجاتا ہے۔ فومنٹ سے درد موقوف ہو جاتا ہے لیکن دایاں فوطہ متورم ہو جاتا ہے اور اس کی رگیں موٹی ہو جاتی ہیں۔ اور اسکی جلد میں حدت ہوتی ہے اور وہ ہر جگہ سے پھٹ جاتی ہے اور اس سے رطوبت مترشح ہونے لگتی ہے۔ آخر جلد خود بخود خشک ہو کر اتر جاتی ہے۔ عرصہ نو سال کا ہوا کہ بائیں فوطہ میں درد ہوا تھا جسکو عمل جراحی سے آرام ہوا تھا۔ اس وقت سے بائیں فوطہ میں ورم نہیں ہوتا لیکن صدمہ ضرور پہونچتا ہے اب صرف دائیں فوطہ میں تکلیف ہوتی ہے۔ ماکول ومشروب کی بداحتیاطی اکثر مرض کا سبب بنتی ہے۔ قارورہ کا رنگ دوران مرض میں سرخ ہوتا ہے اور مقدار میں کم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں دائیں فوطہ میں اس قدر کھچاوٹ ہوتی ہے کہ دائیں ٹانگ زانو سے اور شکم کمر سے لگ جاتا ہے۔ بیقراری بہت ہوتی ہے۔ مقامی اطبا تشخیص مرض میں اختلاف رکھتے ہیں کوئی بواسیر ریحی تجویز کرتے ہیں اور کسی کے نزدیک فتق ریحی ہے تشخیص مرض اور اس کے مناسب علاج سے اطلاع دیجائے۔ اطبار حاذق عموماً اور جناب ڈاکٹر محمد عثمان خان صاحب خصوصاً توجہ فرمائیں۔ خریدار نمبر ۱۱۷

نہایت سلیس اور سہل عبارت میں واضح کیا گیا ہے۔ علم طب کے طلباء اور شوق مطالعہ رکھنے والے اطباء اس قسم کی لغت کے سخت ضرورت مند تھے۔ قیمت ۳ مجلد ۳ علاوہ محصول

(۶) لغات الادویہ — اس عظیم لغت میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت کیمیائی اصطلاحات وغیرہ کا کوئی نام اور کوئی لفظ ایسا باقی نہ رہے جو اس میں مذکور نہ ہو۔ اور جسکی اہمیت معلوم رہے۔ اس میں تقریباً پچیس ہزار الفاظ لغت کی ترتیب پر ردیف وار لکھے گئے ہیں قیمت ۱۲ مجلد ۱۳ ہر دو لغات یکجا مجلد

(۷) دہلی کا مطب (بیاض کبیر حصہ اول) — اس میں دہلی کا مایۂ ناز مطب یعنی دستور العلاج درج ہے جس کی تجسس اور تلاش ہر ایک طبیب کو تھی اس مطب میں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے وہ اصول علاج اور مجرب صدری نسخہ جات ظاہر کیے گئے ہیں جن میں سے اکثر راز سربستہ سمجھے جاتے تھے۔ قیمت دو روپے مجلد ۲

(۸) دہلی کے مرکبات (بیاض کبیر حصہ دوم) — اس میں وہ بے بہا اور مجرب مرکبات درج ہیں۔ جو دہلی کیلئے ہر طرح مایۂ صد ناز و افتخار ہیں اسلیے اگر آپکو دہلی کے صحیح مرکبات انکے اصلی اور مجرب نسخہ جات اور انکی باقاعدہ دواسازی کی تلاش و جستجو ہے تو شاید آپ اپنے مقصد کو اس کتاب کے اندر ضرور پائیں گے۔ قیمت ۳ مجلد ۳

(۹) دہلی کی دواسازی (بیاض کبیر حصہ سوم) — جس میں دہلی کے اصول کے مطابق یونانی دواسازی کے تمام ضروری ہدایات اور مشکل اصطلاحات اور ترکیبات لکھے گئے ہیں۔ اس میں شربت معاجین۔ خمیرہ جات۔ کشتہ جات۔ جواہر۔ عرق۔ لعوق۔ اطریفل غرض ہر قسم کی مرکب ادویہ کے تیار کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲ مجلد ۱۳ تینوں حصے یکجا مجلد ۵

(۱۰) مجموعہ عنبر — یا قانون نسل اس کتاب میں صرف جریان ضعف باہ۔ سرعت انزال وغیرہ کے صد ہا صدری اور مجرب نسخہ جات کھلے دلی سے بلا کم و کاست لکھے گئے ہیں کہ معمولی اردو داں بھی اسے پڑھکر اپنے مرض کی تشخیص کرسکتا ہے اور اپنے لیے باقاعدہ صحیح اور مناسب علاج نسخہ تجویز کرکے استعمال میں لاسکتا ہے قیمت مجلد

(۱۱) طبی لغات پاکٹ — یہ ایک مختصر مگر نہایت ضروری طبی لغت ہے جو طب کے ہر طالب علم کے پاس رہنی چاہیے اس میں طبی الفاظ و اصطلاحات کی نہایت سلیس اور عام فہم تعریفیں ہیں ۵

(۱۲) ترجمہ کامل الصناعہ — حصہ تشریح عظام یعنی اصل قدیم عربی کتاب کامل الصناعہ کے خاص تشریحی حصے کا ترجمہ ہے جس سے تمام بدن کی ہڈیوں کی تشریح نہایت سادہ صورت میں معلوم ہوسکتی ہے ۵

پتہ: ناظم دار الکتب المسیح قرول باغ۔ دہلی
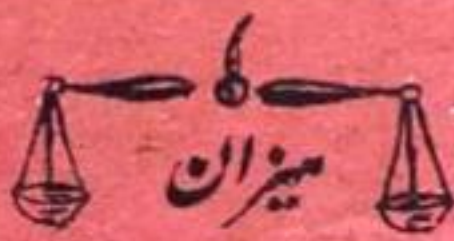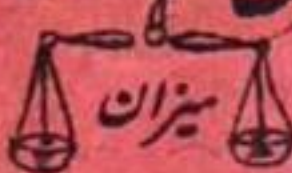
میزان
دارالسلطنت دہلی میں
خالص روغن بادام کا واحد کارخانہ
ہم چیلنج دیتے ہیں
اس کارخانہ سے بہتر اور قابل اطمینان روغن بادام ہندوستان بھر میں دستیاب نہیں ہو
درجہ کے تازہ باداموں کا مغز نکلوا کر پوری نگرانی میں خاص اہتمام سے تیار کرایا
یہ روغن
کے بڑے بڑے دواخانوں میں میزان مارکہ روغن بادام کے نام سے
میزان
مالک کارخانہ کے نام کی مہر اور لیبل پر نشانی مارکہ ضرور ہوگی +
دہلی کے تمام باشندے اور دوسرا شہر
اس سے بخوبی واقف ہیں کہ میزان مارکہ روغن بادام نہایت عمدہ اور قابل اعتماد ہے اگر
روغن بادام کی ضرورت ہے تو آپ اس کارخانہ سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں قیمت فی شیشی جس میں
روغن ہے تیرہ آنے ۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار +
نوٹ
نرخنامہ جس میں مختلف اوزان کی شیشیوں کی قیمتیں اور روغن بادام کے مختصر
ہیں کارڈ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے +
ایم اے مجید پروپرائٹرز کارخانہ روغن بادام بازار سیتارام